بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

شیخ فیض علی صابر — مینیجر و مہتمم

البدر

محمد افضل — ایڈیٹر

نمبر ۳ | قادیان دار الامان - ۶ فروری ۱۹۰۳ء مطابق ۷ ذیقعدہ ۱۳۲۰ ہجری بروز جمعہ | جلد ۲

البدر

چونکہ اب نئے سال ۱۹۰۳ء سے نیا حساب رسالہ شروع ہوا ہے اس لئے ان اصحاب کی خدمت مین جو کہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۲ء یعنی جلد اول نمبر ا سے البدر کے خریدار ہین التماس ہے کہ وہ البدر کے ابتدائی ۹ نمبر یعنی لغایت ۳۱ دسمبر ۱۹۰۲ء تک کی قیمت ۱۲ ارسال کردیوین کیونکہ سال کے ۵۲ نمبر کے حساب سے ۹ نمبر کی قیمت اتنی ہی ہوتی ہے اور آئندہ ان کا حساب یکم جنوری ۱۹۰۳ء سے شروع رہیگا۔

بک ایجنسی کارخانہ الصدیق قادیان

البدر کے کارپرداز اپنے کارخانہ الصدیق مین ایک بک ایجنسی کھولنا چاہتے ہین جسمین عمدہ عمدہ قرآن شریف کتب احادیث - تصوف - اخلاق - ادب علم طب وغیرہ عموماً اور احمدیہ مشن کی تائید مین جو کتب شائع ہون ان کو خصوصاً رکھا جاوے اور مختلف اوقات پر ان کی ایک فہرست خلاصہ مضمون کے ساتھ بطور ضمیمہ البدر شائع ہوتی رہے اس لئے ہر ایک صاحب تصنیف اور کتب فروش کی خدمت مین التماس ہے کہ اگر وہ اس اشتہاری طریق سے فائدہ اوٹھانا چاہین تو بذریعہ خط و کتابت کتین وغیرہ کا فیصلہ کرین۔

اور اگر وہ چاہین تو اپنے پتہ پر ہی اس مطلب کے اشتہار دیسکینگے مگر اس کی اجرۃ الگ ہوگی یہ اشتہاری سلسلہ اوس وقت شروع ہوگا جب کہ البدر میں کتب کی فہرست ہمارے پاس پہونچیگی جنکے نام معہ مختصر خلاصہ مضمون کم از کم البدر کے سائز کے ایک صفحہ پر آسکین +

براہین احمدیہ - اس کتاب کی اول ایڈیشن کی مکمل براہین احمدیہ چند احباب خریدنا چاہتے ہین اگر کوئی صاحب خود یا ان کے گرد و نواح مین کوئی اور فروخت کرنا چاہے تو البدر سے خط و کتابت کرے۔

قیمت جن چند اصحاب نے البدر جاری کروا کر ابھی تک قیمت ارسال نہین کی وہ جلد تر ارسال فرماوین اور جن کا وعدہ فروری کا تھا ان کو یاد دلایا جاتا ہے کہ فروری کا مہینہ آیا ہے ایفائے وعدہ کرے۔

تیرہ تیرہ آنے مین حسب شرائط مندرجہ البدر نمبر ۱۲ - جو دو اصحاب اخبار خریدنا چاہین وہ بہت جلد دو - دونو خریدار پوری قیمت کے ارسال کرین کیونکہ نیا سال شروع ہوگیا ہے

تحقیق حق کا عجیب واقعہ

چند ایک نو مسلم اہل ہنود و سکھ صاحبان اہالیان قادیان کی طرف سے ایک اشتہار بعنوان "قادیان اور آریہ سماج کا مقابلہ" ماہ شائع کیا گیا ہے اور اس مین آریہ قوم اور دیگر فرقہ ہای اہل ہنود کو مدعو کیا گیا ہے کہ انکے لیڈنگ ممبر اپنے مذہب کی صداقت روحانیت اور تعلق باللہ کا عملی ثبوت بمقابلہ حضرۃ اقدس مسیح موعود حجۃ اللہ علی الارض پیش کرین یا ایک کانفرنس منعقد کرکے ادھر وہ اپنے مذہب کی خوبیان کرین اور ادہر حضرت میرزا صاحب قرآن کریم سے اسلام کی خوبیان کرین گے تاکہ وید اور قرآن کی آخری کشتی ہو جاوے اور جو غالب رہے قومین اس کی اتباع کرین اس اشتہار مین والیان ریاست ہای ہند و پنجاب کی خدمتین مین بھی التماس کی گئی ہے کہ ایسی کانفرنس کا اہتمام وہ خود اپنے ذمہ لین تاکہ حق و باطل مین فیصلہ ہو جاوے اور کوئی نفس اور قوم حق سے محروم نہ رہ جاوے یہ اشتہارات مشتہر صاحبون نے مختلف بلاد مین ارسال کردئے ہین کہ دیوارون پر چسپان کردئے جاوین اگر کسی اور سرگرم آریہ صاحبکو یا سکھ یا اہل ہنود کی جماعت کے یہ اشتہار تبلیغاً پہنچانے منظور ہون تو ٹکٹ ارسال کرکے مشتہران سے منگوالین

جنون

اس کے اقسام مین سے ایک یہ بھی قسم ہے کہ انسان کو ۳ سال قبل یہ خواہش ہوتی ہے کہ مین مالدار اور طاقتور ہو جاؤن پھر بتدریج اس کی ہر ایک طاقت اور قوای مین فرق آتا جاتا ہے حتیٰ کہ بالکل گھگھو کی طرح ہو جاتا ہے۔

علاج (۱) ماء الجبن کا استعمال +

مسلسل ڈائری

۶ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء بروز شنبہ

آج کی پانچون نمازین حضرت اقدس نے باجماعت اپنے اپنے وقت پر ادا کین +

سیر دولت سرا سے تشریف لاکر حضرت اقدس اپنے موجودہ احباب کے ہمراہ سیر کو تشریف لے چلے اول طاعون کا ذکر ہوتا رہا اور پھر موت کی حالت کا ذکر آیا حضرت اقدس نے فرمایا کہ یہ بھی ایک وقت ہے جو انسان پر آتا ہی مگر یہان اگر سب علوم ختم ہو جاتے ہین اور کوئی کچھ نہین بتلاتا۔ بعض احباب اپنے اپنے خواب سناتے رہے اور حضرت اقدس ان کی تعبیر فرماتے رہے چند ایک ان مین سے واقفیت عام کے لئے درج کی جاتی ہین

تعبیر رویاء خواب مین اپنا ختنہ کرنا۔ تقوے کا طریق اختیار کرنا ہے اس سے مراد شہوات کا کاٹنا ہے

قیامت کی خبر سننا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ دینداروں کی فتح ہوگی اور دشمنون کو ذلت۔ کیونکہ قیامت کو بھی یہی ہونا ہے قرآن شریف مین ہی فریق فی الجنۃ۔ فریق فی السعیر اسی دن ہوگا دنیا کی رنگارنگ کی وبائین بھی قیامت ہی ہین

طاعون اور انجام میرے الہام مین ہے یاتی علے جہنم زمان لیس فیھا احد۔ یہ طاعون کی نسبت ہے اسے بھی جہنم ہی کہا گیا ہے حالانکہ جہنم تو قیامت کو ہونا ہے اس الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کارروائی ہوگی تو پھر طاعون ایک دم چپ کر کے سو جاوے گی پھر اس کے بعد یہ بھی فرمایا ہے یغاث الناس ویعصرون پھر بارشین ہون گی کشادگی ہوگی۔ فصلین خوب پکینگی موتون سے لوگ بچینگے۔ اب اس وقت لوگون کا دعائین کرنا کہ یہ طاعون دور ہو۔ بیفائدہ ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ جب ایک شخص پہر رات رہے دعا شروع کر دے کہ بہت جلد ابھی دن نکل آوے تو خواہ وہ کچھ ہی کرے مگر دن تو اپنے وقت پر ہی چڑھے گا۔

نیکی کی جڑ اور تنعم مین حد اعتدال نیکی کے ذکر پر فرمایا کہ نیکی کی جڑ یہ بھی ہے کہ دنیا کے لذات اور شہوات جو کہ جائز ہین انکو بھی حد اعتدال سے زیادہ نہ لیوے جیسا کہ کھانا پینا، اللہ تعالیٰ نے حرام تو نہین کیا مگر اب اسی کھانے پینے کو ایک شخص نے رات دن کا شغل بنا لیا ہے اس کا نام دین پر بڑھانا ہے ورنہ یہ لذات دنیا کی اس واسطے ہین کہ اس کمزوری نفس کا گھوڑا جو کہ دنیا کی راہ مین ہے وہ کمزور نہ ہوا اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے یکہ والے جب لمبا سفر کرتے ہین تو ۷ یا ۸ کوس کے بعد وہ گھوڑے کی کمزوری کو محسوس کر کے اُسے دم دیتے ہین اور نہاری وغیرہ کھلاتے ہین تاکہ اوس کا پچھلا تکان رفع ہو جاوے تو انبیاء نے جو حظ دنیا کا لیا ہے وہ اسیطرح ہے کیونکہ ایک بڑا کام دنیا کی اصلاح کا ان کے سپرد تہا۔ اگر خدا کا فضل ان کی دستگیری نکرتا تو ہلاک ہو جاتے۔ اسواسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسیوقت عائشہ رض کے زانو پر ہاتھ مار کر فرماتے کہ اے عائشہ راحت پہونچا۔ مگر انبیاء کا یہ دستور نہ تہا کہ اس مین ہی منہمک ہو جاتے انہماک بیشک ایک زہر ہے۔ ایک بدمعاش آدمی جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہتا ہے کھاتا ہے۔ اسیطرح اگر ایک صالح بھی کرے تو خدا کی راہین اوس پر نہین کھلتین جو خدا کے لئے قدم اوٹھاتا ہے خدا کو اس کا ضرور پاس ہوتا ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے اعدلوا ھو اقرب للتقوی تنعم اور کھانے پینے مین بھی اعتدال کرنیکا نام ہی تقوی ہے۔ صرف یہی گناہ نہین ہے کہ انسان زنا نہ کرے چوری نکرے بلکہ جائز امور مین بھی حد اعتدال سے نہ بڑھے۔

اسوہ حسنہ ایک دفعہ حضرت عمر رض آنحضرت صلعم کے پاس آئے آپ اندر ایک حجرہ مین تھے حضرت عمر نے اجازت چاہی۔ آپ نے اجازت دی حضرت عمر نے آکر دیکھا کہ صف کھجور کے پتون کی آپ نے بچھائی ہوئی ہے اور اس پر لیٹنے سے پیٹھ پر پتون کے داغ لگے ہین۔ گھر کی جائداد کی طرف حضرت عمر نے نظر کی تو دیکھا کہ ایک گوشہ مین تلوار لٹکی ہوئی ہے یہ دیکھکر ان کے آنسو جاری ہو گئے۔ آنحضرت نے پوچھا کہ عمر تو کیون رویا۔ عرض کی کہ خیال آتا ہے کہ قیصر وکسری جو کافر ہین ان کے لئے کس قدر تنعم اور آپ کے لئے کچھ بھی نہین۔ فرمایا میرے لئے دنیا کا اسی قدر حصہ کافی ہے کہ جس سے مین حرکت کر سکون۔ میری مثال یہ ہے جیسے ایک مسافر سخت گرمی کے دنوں مین اونٹ پر جا رہا ہو اور جب سورج کی تپش سے وہ بہت تنگ آوے تو ایک درخت کو دیکھکر اس کے نیچے ذرا آرام کر لیوے اور جونہی کہ ذرا پسینہ خشک ہو پھر اٹھکر چل پڑے تو یہ اسوہ حسنہ ہے جو کہ اسلام کو دیا گیا ہے۔ دنیا کو اختیار کرنا بھی گناہ ہے اور مومن کی زندگی اضطراب کے ساتھ گذرتی ہے۔

پر ہماری دو آنکھین ہین اور کیا کچھ دیکھ رہی ہین اور کوئی فولاد وغیرہ کی بنی ہوئی نہین ہین ذرا بینائی جاتی رہے تو پھر اپنی ہستی کا اندازہ ہو جاتا ہے اور جب اندھا ہوا تو موت ہی ہے تو دنیا کی زندگی کا بھی ہی حساب ہے۔ مومن کو اس زندگی پر ہرگز مطمئن نہ ہونا چاہیئے اتنی بلائین اس زندگی مین ہین کہ شمار نہین ایک بیماری ہوتی ہے کہ انسان کا پاخانہ کا راستہ بند ہو جاتا ہے اور منہہ کے راستہ پاخانہ آتا ہے اور اس کا نام ایلاؤس ہے پھر اسیطرح گردہ اور مثانہ کی بیماریان ہین کہ رنگا رنگ کے سرخ سبز اور سیاہ پتھر بنجاتے ہین اور اون کا کوئی خاص سبب بھی کیا بیان ہو سکتا ہے بلکہ امراء لوگ جو کہ عمدہ غذا اور نفیس پانی استعمال کرتے ہین اونہی کو ایسے امراض ہوتے ہین۔ اگر دو شخص ایک ہی جگہ رہتے ہون ایک ہی قسم کی انکی خورد و نوش ہو پھر ایک ان مین سے ایسے عوارضات مین مبتلا ہو جاتا ہے دوسرا نہین ہوتا اسی لئے طب کی نسبت کہتے ہین کہ یہ ظنی علم ہے۔ علل مادیہ مین یہ لوگ اسباب کی تحقیق کرتے ہین مگر اس کا بھی سبب بتلا دین کہ جب الہام ہونے لگتا ہے یا کشف، تو اس وقت نیند سی آنے لگتی ہے اس کے کیا اسباب ہین۔ ان لوگون کا دستور ہے کہ جب ان کو ایک بات کی سبب معلوم نہ ہو تو اس سے انکار کر بیٹھتے ہین اور اسی لئے وحی اور الہام کے منکر ہین

یہ علوم بے انتہا ہین جب تک بے اعتدالیون کا حصہ دور نہ کرے اس سے واقف نہین ہو سکتا اما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھوی پ ۳۰

جو خواہش جائز اپنے مقام اعتدال سے بڑھ جاوے اوس کا نام ھوا ہے کوئی ۳۰ سال کا عرصہ گذرا ہین نے ایک دفعہ خواب دیکھا کہ بٹالہ کے مکانات مین ایک حویلی ہے اس مین ایک سیاہ کمبل پر مین بیٹھا ہون اور لباس بھی کمبل ہی کی طرح پہنا ہوا ہے گویا کہ دنیا سے الگ ہوا ہون اتنے مین ایک لمبے قد کا شخص آیا اور مجھ سے پوچھتا ہے کہ مرزا غلام احمد غلام مرتضیٰ کا بیٹا کہان ہے۔ مینے کہا مین ہون۔ کہنے لگا کہ مین نے آپکی تعریف سنی ہے کہ آپ کو اسرار دینی اور حقائق اور معارف مین بہت دخل ہے یہ تعریف سنکر ملنے آیا ہون مجھے یاد نہین کہ مین نے کیا جواب دیا اس پر اس نے آسمان کی طرف منہہ کیا اور اس کی آنکھون سے آنسو جاری تھے اور بہ کر رخسار پر پڑتے تھے ایک آنکھ اوپر تھی اور ایک نیچے اور اس کے منہہ سے حسرت بھرے یہ الفاظ نکل رہے تھے "تہیدستان عشرت را

مسلسل ڈائری

۶ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء بروز شنبہ

آج کی پانچون نمازین حضرت اقدس نے باجماعت اپنے اپنے وقت پر اداکین *

سیر دولت سرا سے تشریف لاکر حضرت اقدس اپنے موجودہ احباب کے ہمراہ سیر کو تشریف لے چلے اول طاعون کا ذکر ہوتا رہا اور پہر موت کی حالت کا ذکر آیا حضرت اقدس نے فرمایا کہ یہ بھی ایک وقت ہے جو انسان پر آتا ہو مگر یہان اگر سب علوم ختم ہوجاتے ہین اور کوئی کچہ نہین بتلاتا۔ بعض احباب اپنے اپنے خواب سناتے رہے اور حضرت اقدس ان کی تعبیر فرماتے رہے چند ایک ان مین سے واقفیت عام کے لئے درج کی جاتی ہین

تعبیر رویاء خواب مین اپنا ختنہ کرنا۔ تقوے کا طریق اختیار کرنا ہے اس سے مراد شہوات کا کاٹنا ہے

قیامت کی خبر سننا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ دیندارون کی فتح ہوگی اور دشمنون کو ذلت۔ کیونکہ قیامت کو بھی یہی ہونا ہے قرآن شریف مین ہی فریق فی الجنة۔ فریق فی السعیر اسی دن ہوگا دنیا کی رنگارنگ کی وبائین بھی قیامت ہی ہین

طاعون اور انجام میرے الہام مین ہے یاتی علے جہنم زمان لیس فیہا احد۔ یہ طاعون کی نسبت ہے اسے بھی جہنم ہی کہا گیا ہے حالانکہ جہنم تو قیامت کو ہونا ہے اس الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کارروائی ہوچکیگی تو پہر طاعون ایک دم چپ کرکے سوجاویگی پھر اس کے بعد یہ بھی فرمایا ہے یغاث الناس ولیعصرون بہر بارشین ہون گی کشادگی ہوگی۔ فصلین خوب پکینگی میوئون سے لوگ بچینگے۔ اب اس وقت لوگون کا دعائین کرنا کہ یہ طاعون دور ہو۔ بیفائدہ ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ جب ایک شخص پہر رات رہے اوٹھکر دعا شروع کردے کہ بہت جلد ابھی دن نکل آوے تو خواہ وہ کچھ ہی کرے مگر دن تو اپنے وقت پر ہی چڑھے گا۔

نیکی کی جڑ اور تنعم مین حد اعتدال نیکی کے ذکر پر فرمایا کہ نیکی کی جڑ یہ بھی ہے کہ دنیا کے لذات اور شہوات جو کہ جائز ہین انکو بھی حد اعتدال سے زیادہ نہ لیوے جیسا کہ کھانا پینا اللہ تعالے نے حرام تو نہین کیا مگر اب اسی کھانے پینے کو ایک شخص نے رات دن کا شغل بنالیا ہے اس کا نام دین پر بڑہانا ہے ورنہ یہ لذات دنیا کی اس واسطے ہین کہ اس کو ذریعہ نفس کا گھوڑا جو کہ دنیا کی راہ مین ہے وہ کمزور نہ ہو اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے یکہ والے جب لمبا سفر کرتے ہین تو ۷ یا ۸ کوس کے بعد وہ گھوڑے کی کمزوری کو محسوس کرکے اُسے دم دیتے ہین اور نہاری وغیرہ کھلاتے ہین تاکہ اوس کا پچھلا تکان رفع ہوجاوے تو انبیاء نے جو حظ دنیا کا لیا ہے وہ اسیطرح ہے کیونکہ ایک بڑا کام دنیا کی اصلاح کا ان کے سپرد تہا۔ اگر خدا کا فضل ان کی دستگیری نکرتا تو ہلاک ہوجاتے۔ اسواسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسیوقت عائشہؓ کے زانو پر ہاتھ مار کر فرماتے کہ اے عائشہ راحت پہونچا۔ مگر انبیاء کا یہ دستور نہ تہا کہ اس مین ہی منہمک ہوجاتے انہماک بیشک ایک زہر ہے۔ ایک بدمعاش آدمی جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو چاہتا ہے کھاتا ہے۔ اسیطرح اگر ایک صالح بھی کرے تو خدا کی راہین اوس پر نہین کھلتین جو خدا کے لئے قدم اوٹھاتا ہے خدا کو اس کا ضرور پاس ہوتا ہے۔ خدا تعالے فرماتا ہے اعدلو ہو اقرب للتقوی تنعم اور کھانے پینے مین بھی اعتدال کرنیکا نام ہی تقوی ہے۔ صرف یہی گناہ نہین ہو کہ انسان زنا نہ کرے چوری نکرے بلکہ جائز امور مین بھی حد اعتدال سے نہ بڑھے۔

اسوہ حسنہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ آنحضرت صلعم کے پاس آئے آپ اندر ایک حجرہ مین تھے حضرت عمرؓ نے اجازت چاہی۔ آپ نے اجازت دی حضرت عمرؓ نے آکر دیکھا کہ صف کھجور کے پتون کی آپ نے بچھائی ہوئی ہے اور اس پر لیٹنے سے پیٹھ پر پتون کے داغ لگے ہین۔ گھر کی جائداد کی طرف حضرت عمرؓ نے نظر کی تو دیکھا کہ ایک گوشہ مین تلوار لٹکی ہوئی ہے یہ دیکھکر ان کے آنسو جاری ہوگئے۔ آنحضرت نے پوچھا کہ عمر تو کیون رویا۔ عرض کی کہ خیال آتا ہے کہ قیصر و کسری جو کافر ہین ان کے لئے کس قدر تنعم اور آپ کے لئے کچھ بھی نہین۔ فرمایا میرے لئے دنیا کا اسی قدر حصہ کافی ہے کہ جس سے مین حرکت کرسکون۔ میری مثال یہ ہے جیسے ایک مسافر سخت گرمی کے دلون مین اونٹ پر جارہا ہو اور جب سورج کی تپش سے وہ بہت تنگ آوے تو ایک درخت کو دیکھکر اس کے نیچے ذرا آرام کرلیوے اور جونہی کہ ذرا پسینہ خشک ہو پہر اٹھکر چل پڑے تو یہ اسوہ حسنہ ہے جو کہ اسلام کو دیا گیا ہے۔ دنیا کو اختیار کرنا بھی گناہ ہے اور مومن کی زندگی اضطراب کے ساتھ گذرتی ہے۔

پر ہماری دو آنکھین ہین اور کیا کچھ دیکھ رہی ہین اور کوئی فولاد وغیرہ کی بنی ہوئی نہین ہین ذرا بینائی جاتی رہے تو پہر اپنی ہستی کا اندازہ ہوجاتا ہو اور جب اندھا ہوا تو موت ہی ہے تو دنیا کی زندگی کا بھی یہی حساب ہے۔ مومن کو اس زندگی پر ہرگز مطمئن نہ ہونا چاہئے اتنی بلائین اس زندگی مین ہین کہ شمار نہین ایک بیماری ہوتی ہے کہ انسان کا پاخانہ کا راستہ بند ہوجاتا ہے اور منہہ کے راستہ پاخانہ آتا ہے اور اس کا نام ایلائوس ہے پہر اسیطرح گردہ اور مثانہ کی بیماریان ہین کہ رنگارنگ کے سرخ سبز اور سیاہ پتھر بنجاتے ہین اور اون کا کوئی خاص سبب بھی کیا بیان ہوسکتا ہے بلکہ امرا لوگ جو کہ عمدہ غذا اور نفیس پانی استعمال کرتے ہین اونہی کو ایسے امراض ہوتے ہین۔ اگر دو شخص ایک ہی جگہ رہتے ہون ایک ہی قسم کی انکی خوردونوش ہو پہر ایک ان مین سے ایسے عوارضات مین مبتلا ہوجاتا ہے دوسرا نہین ہوتا اسی لئے طب کی نسبت کہتے ہین کہ یہ ظنی علم ہے۔ علل مادیہ مین یہ لوگ اسباب کی تحقیق کرتے ہین مگر اس کا بھی سبب بتلادین کہ جب الہام ہونے لگتا ہے یا کشف تو اس وقت نیند سی آنے لگتی ہے اس کے کیا اسباب ہین۔ ان لوگون کا دستور ہے کہ جب ان کو ایک بات کی سبب معلوم نہ ہو تو اس سے انکار کر بیٹھتے ہین اور اسی لئے وحی اور الہام کے منکر ہین

یہ علوم بے انتہا ہین جب تک بے اعتدالیون کا حصہ دور نہ کرے اس سے واقف نہین ہوسکتا اما من خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الہوی پ ۳۰

جو خواہش جائز اپنے مقام اعتدال سے بڑھ جاوے اوس کا نام ہوا ہے کوئی ۳۰ سال کا عرصہ گذرا مین نے ایک دفعہ خواب دیکھا کہ بٹالہ کے مکانات مین ایک حویلی ہے اس مین ایک سیاہ کمبل پر مین بیٹھا ہون اور لباس بھی کمبل ہی کی طرح پہنا ہوا ہے گویا کہ دنیا سے الگ ہوا ہون اتنے مین ایک لمبے قد کا شخص آیا اور مجھ سے پوچھتا ہے کہ میرزا غلام احمد غلام مرتضی کا بیٹا کہان ہے۔ مینے کہا مین ہون۔ کہنے لگا کہ مین نے آپکی تعریف سنی ہو کہ آپ کو اسرار دینی اور حقائق اور معارف مین بہت دخل ہے یہ تعریف سنکر ملنے آیا ہون مجھے یاد نہین کہ مین نے کیا جوابدیا اس پر اس نے آسمان کی طرف منہہ کیا اور اس کی آنکھون سے آنسو جاری تھے اور بہ کر رخسار پر پڑتے تھے ایک آنکھ اوپر تھی اور ایک نیچے اور اس کے منہہ سے حسرت بھرے یہ الفاظ نکل رہے تھے تہیدستان عشرت را

اس کا مطلب مین نے یہ سمجھا کہ یہ مرتبہ انسان کو نہیں ملتا جب تک کہ وہ اپنے اوپر ایک ذبح اور موت وارد نہ کرے اس مقام پر عرب صاحب نے حضرت کا یہ شعر پڑہا جس مین یہ کلمہ منسلک تہا

کہ میخواہد نگارمن تہیدستان عشرت را

حضرت نے فرمایا کہ مین نے پہر اس کلمہ کو اس مصرعہ مین جوڑ دیا کہ یاد رہے کہ آئینہ کمالات اسلام مین اسپر ایک نظم لکھی ہوئی ہے۔

بین المغرب والعشا

عربی تصانیف کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اگر یہ شغل عربی کا نہ ہوتا تو پہر یہ سب مولوی ہماری جماعت کو نظر استخفاف سے دیکھتے اور کہتے کہ یہ لوگ جاہل ہین مگر ابتو وہ خود بولنے کے لائق نہین رہے اصل جڑ اس کی یہ ہے کہ جب براہین احمدیہ مین ہمارے الہامی فقرے شائع ہوئے تو انھون نے یہ مسئلہ گھڑ لیا ہے۔

اس کے بعد ابو سعید عرب صاحب نے عرض کی کہ حضور کی تصنیفات کو مین نے مطالعہ نہین کیا ہے اور اگرچہ میرا ایمان ہے کہ حضور بالکل سچے ہین اور دعوی مسیح اور مہدی ہونے کا حق ہے مگر دوسرے لوگون سے کلام کرنے کے واسطے مین چاہتا ہون کہ حضور زبان مبارک سے مسیح ہونے کے دلائل بیان فرماوین۔ حضرت اقدس نے فرمایا

مسیح موعود ہونیکا ثبوت

کہ جو شخص قرآن کو تدبر سے دیکھے گا اُسے معلوم ہوگا کہ خدا نے یہ دو سلسلہ مساوی طور پر ذکر فرمائے ہین اول وہ سلسلہ جو موسیٰ سے شروع ہو کر مسیح علیہ السلام پر ختم ہوجاتا ہے اور دوسرا وہ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہو کر اوس شخص پر ختم ہو جو کہ اس مسیح کا مثیل ہو۔ کیونکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ کہا ہے۔ انا ارسلنا الیکم رسولا شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا سورۃ مزمل رکوع ۲۔ ایسے ہی سورہ نور مین ذکر فرمایا کہ یہ سلسلہ استخلاف کا ویسے ہی ہوگا جیسے اس سے اول موسیٰ علیہ السلام کا گذر چکا ہے یہ دونون تقابل دلالت کرتے ہین کہ جیسے دو شیشے بالمقابل ہوتے ہین کہ ایک کی شے دوسرے مین نظر آجاوے ویسے ہی یہ دونون سلسلہ مقابلہ مین آجاوین تا کہ مماثلت پوری ہو اس مماثلت کو اور رسول اللہ صلعم کا جلب دکھلانے کے واسطے اللہ تعالیٰ نے سب کچھ کیا ہے تو جیسے کہ قاعدہ ہے کہ اگر اول بڑے بڑے ہو چکے ہون تو جو چھوٹا پیچھے سے آوے تو اس کی عزت اور عظمت نہین ہوا کرتی اسیطرح اگر پیغمبر خدا بعد مین اگر چھوٹے ہوتے تو پہر آپ کی کوئی فضیلت اور عظمت باقی انبیاء سابقین پر ہرگز نہ ہوتی کیونکہ ان سے پیشتر بڑے بڑے نبی گذر چکے تھے۔ مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کو ایک بڑی اصلاح منظور تھی۔ اس لیئے مناسب تھی تا کہ ان سب سے بڑھکر آپ کی عظمت دکھلاوے تا کہ آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری ہو۔ دنیاوی حکام بھی جب ایسی مصلحتون کو مد نظر رکھ لیتے ہین تو پھر کیا وجہ ہے کہ خدا مصلحت کو نہ دیکھتا باقی کے تمام پیغمبر ایک ایک خاص قوم کی طرف آئے مگر ہمارے نبی وہ عظیم الشان نبی تھے جن کے واسطے حکم ہوا کہ سب کے واسطے رسول آیا ہون۔ جس قدر عظمتین آپ کی بیان ہوئی ہین مصلحت الہیہ کا یہی تقاضا تہا کہ ایسا ہو کیونکہ جبکہ ختم نبوت ہوتا ہے اگر اسکے کمالین کمی رہتی تو یہی کمی آئندہ امت مین رہتی۔ اس لیئے مصلحت کا تقاضا یہی ہوا کہ اوس سلسلہ اول کے مقابل مین اس کی عظمت ضرور زیادہ ہونی چاہیئے اور ہم دیکھتے ہین کہ جس قدر نصرت الٰہی ہمارے نبی صلعم کے شامل حال ہوئی ہے نہ وہ موسےٰ کے ساتھ ہے نہ عیسےٰ کے ساتھ اور اس سلسلہ کی مماثلت کی اوس سلسلہ اول کی ساتھ یہ بھی وجہ ہے کہ اسرائیلی اور اسمٰعیلی سلسلہ آپس مین دو بہائیون کا حکم رکھتا ہے اور خدا نے اپنی نعمتین دونون کو تقسیم کر کے دی ہین (اس سے بھی سابقہ خیال کی تائید ہوتی ہے) پھر اس امت کو خیر الامۃ کہا ہے کہ تم تمام امتون سے بہتر ہو کیونکہ وہ لوگ تو صرف قصہ کہانیون پر راضی تھے مگر ان کے دماغ حقائق اور معارف کیواسطے نہین نکلے تھے لیکن اس امت مین وہ دماغ کھل گئے ہین۔ ہم دیکھتے ہین کہ علت اور معلول کا سلسلہ۔ خیالات۔ ترقی علوم و فنون سب اسی زمانہ مین ہوا۔ بلکہ کمال انسانیت بھی اس مین پورا ہوا تو ضروری تہا کہ جیسے اس کا اول ہو ویسے ہی آخر بھی ہو۔ اس جگہ عرب صاحب نے عرض کی کہ زمانہ نبوی سے پیشتر بھی تو یونان وغیرہ میں بہت علوم کا چرچا تھا۔

فرمایا کہ علوم سے مراد دنیا کے علوم نہیں ہین اور نہ ہمین ان ارضی علوم سے کچھ تعلق وغیرہ ہے بہلا اگر ریل تار خبر۔ عبارہ وغیرہ ہوئے تو آخر یہ سب دنیا کے کھیل ہی ہین جب یہ فنا ہوگی تو ساتھ ہی...... اس کے کھیل وغیرہ بھی فنا ہو جاوینگے علوم سے ہماری مراد الٰہی علوم ہین وہ علوم جو کہ خدا تعالیٰ کے علوم ہین (پھر اصل مطلب کی طرف عود کر کے فرمایا) اب توریت کو دیکھو کہ ہستی باری تعالیٰ کے دلائل اور قیامت کا ثبوت اسمین نہین ہے اور نہ ہستی باری تعالےٰ کے دلائل ہین اودھر قرآن کو دیکھو کہ ہستی باری تعالےٰ کے دلائل اور قیامت کے دلائل کیسے بہرے ہوئے ہین اور پہر عقلی اور نقلی دونون طرح کے ثبوت موجود ہین قرون اولیٰ مین صرف نقل ہی نقل تھی۔ پھر دیکھو نصاری۔ یہود۔ آریہ۔ برہمو۔ نیچری سب فرقون کا رد قرآن شریف مین موجود ہے اور ایک اتم اور اکمل کتاب ہے کیا یہ سب باتین صحف سابقہ مین موجود ہین۔ تو غرضیکہ یہ سلسلہ کبھی اور کسی صورت مین اوس اول سلسلہ موسوی سے کم نہ رہیگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مماثلت اور مطابقت مین یہانتک فرمایا کہ ہدی کا حصہ بھی تم کو ویسے ہی ملیگا۔ جیسے کہ یہود کو ملا اور اس سلسلہ کی نسبت بار بار ذکر ہوا کہ جیسے اس کو عظمت ملی تھی ویسے ہی عظمت اسے بھی ملیگی۔ سورۃ فاتحہ مین اسی کا ذکر ہے مغضوب علیہم سے یہودی مراد ہین۔ اب دیکھا جاتا ہے کہ یہودی کیسے مغضوب ہوئے کہ انہون نے پیغمبرون کو نہ مانا۔ عیسیٰ علیہ السلام سے انکار کیا تو ضرور تہا کہ اس امت مین بھی وہی ہوتا اور ایک مسیح ہوتا جس سے یہ لوگ انکار کرتے اور وہ مماثلت پوری ہوتی۔ ورنہ کوئی بتلاوے کہ اگر اہل اسلام پر یہ زمانہ آنا ہی نہ تہا اور نہ کوئی مسیح ہونا تہا تو پہر اس دعائے فاتحہ کا مسلمانون کو تعلیم دینے کا کیا فائدہ تہا۔ قرآن کریم کی مختلف آیات کے جمع کرنے سے اور پہر ان پر یکجائی نظر کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ آنیوالا مسیح ضرور اسی امت مین سے ہوگا اور حدیث بھی اس کی تشریح کرتی ہے اور کہتی ہے کہ وہ اس امت مین سے ہوگا۔

مسیح کی قوم کا ذکر کیون نہین ہوا

ایک اور لطف کی بات یہ ہے کہ چونکہ مسیح کی قوم کا ذکر نہین ہے اور مسلمانون کا خیال تہا کہ وہ اوپر سے آنیوالا ہے اس لیئے اس دعوے مین آجتک کسیکو یہ جرات نہین ہوئی کہ افترا سے کام لیتا اور کذاب مہدیون کی طرح اسکے بھی دعوے کرنے والے ہوتے۔ مہدی ہونے کے دعوے جو بہت لوگون نے کئے اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کی قوم اور نسبت کا ذکر تہا جہان جس کو ذرا گنجائش ملی اس نے پاؤن جما کر دعوی کر دیا۔

ایک شخص نے اٹھکر سوال کیا کہ حضور بعض مخالف کہتے ہین کہ ہم بھی اہدنا الصراط المستقیم کہتے ہین ہمین کیون مغضوب اور یہود کہا جاتا ہے فرمایا کہ ہدایت تو یہودی بھی اب تک طلب کر رہے ہین اور اہدنا الصراط المستقیم مانگ رہے ہین پھر وہ کیون یہودی

اس کا مطلب مین نے یہ سمجھا کہ یہ مرتبہ انسان کو نہیں ملتا جب تک کہ وہ اپنے اوپر ایک ذبح اور موت وارد نہ کرے اس مقام پر عرب صاحب نے حضرت کا یہ شعر پڑہا جس مین یہ کلمہ منسلک تہا

کہ میخواہد نگارمن تہیدستان عشرت را

حضرت نے فرمایا کہ مین نے پہر اس کلمہ کو اس مصرعہ مین جوڑ دیا کہ یاد رہے (کہ آئینہ کمالات اسلام مین اسپر ایک نظم لکھی ہوئی ہے)

بین المغرب والعشا

عربی تصانیف کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

اگر یہ شغل عربی کا نہ ہوتا توپہر یہ سب مولوی ہماری جماعت کو نظر استخفاف سے دیکھتے اور کہتے کہ یہ لوگ جاہل ہین مگر ابتو وہ خود بولنے کے لائق نہین رہے اصل جڑ اس کی یہ ہے کہ جب براہین احمدیہ مین ہمارے الہامی فقرے شائع ہوئے تو انھون نے یہ مسلک چلا دیا ہے۔

اس کے بعد ابوسعید عرب صاحب نے عرض کی کہ حضور کی تصنیفات کو مین نے مطالعہ نہین کیا ہے اور اگرچہ میرا ایمان ہے کہ حضور بالکل سچے ہین اور دعوی مسیح اور مہدی ہونے کا حق ہے مگر دوسرے لوگون سے کلام کرنے کے واسطے مین چاہتا ہون کہ حضور زبان مبارک سے مسیح ہونے کے دلائل بیان فرماوین۔ حضرت اقدس نے فرمایا

مسیح موعود ہونیکا ثبوت

کہ جو شخص قرآن کو تدبر سے دیکھیگا اُسے معلوم ہوگا کہ خدا نے یہ دو سلسلہ مساوی طور پر ذکر فرمائے ہین اول وہ سلسلہ جو موسیٰ سے شروع ہو کر مسیح علیہ السلام پر ختم ہوجاتا ہے اور دوسرا وہ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہو کر اوس شخص پر ختم ہو جو کہ اس مسیح کا مثیل ہو۔ کیونکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ کہا ہے۔ انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا سورۂ مزمل رکوع ۲۔ ایسے ہی سورہ نور مین ذکر فرمایا کہ یہ سلسلہ استخلاف کا ویسے ہی ہوگا جیسے اس سے اول موسیٰ علیہ السلام کا گذر چکا ہے یہ دونون تقابل دلالت کرتے تھے کہ جیسے دو شیشے بالمقابل ہوتے ہین کہ ایک کی شے دوسرے مین نظر آجاوے ویسے ہی یہ دونون سلسلہ مقابلہ مین آجاوین تاکہ مماثلت پوری ہو اس مماثلت کو اور رسول اللہ صلعم کا جلب دکھلانے کے واسطے اللہ تعالیٰ نے سب کچھ کیا ہی تو جیسے کہ قاعدہ ہے کہ اگر اول بڑے بڑے ہو چکے ہون تو جو چھوٹا پیچھے سے آوے تو اس کی عزت اور عظمت نہین ہوا کرتی اسیطرح اگر پیغمبر خدا بعد مین آکر چھوٹے ہوتے تو پھر آپ کی کوئی فضیلت اور عظمت باقی

انبیا سابقین پر ہرگز نہ ہوتی کیونکہ ان سے پیشتر بڑے بڑے نبی گذر چکے تھے۔ مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کو ایک بڑی اصلاح منظور تھی۔ اس لئے مناسب یہی تہا کہ ان سب سے بڑھکر آپ کی عظمت دکھلاوے تاکہ آپ کی اطاعت اور فرمابرداری ہو۔ دنیاوی حکام بھی جب ایسی مصلحتون کو مدنظر رکھ لیتے ہین تو کیا وجہ ہے کہ خدا مصلحت کو نہ دیکھتا باقی کے تمام پیغمبر ایک ایک خاص قوم کی طرف آئے مگر ہمارے نبی وہ عظیم الشان نبی تھے جن کے واسطے حکم ہوا کہ سب کے واسطے رسول آیا ہون جس قدر عظمتین آپ کی بیان ہوئی ہین مصلحت الٰہیہ کا یہی تقاضا تہا کہ ایسا ہو کیونکہ جسپر ختم نبوت ہوتا ہے اگر اسکی کمالین کمی رہتی تو یہی کمی آئندہ امت مین رہتی۔ اس لئے مصلحت کا تقاضا بھی ہوا کہ اوس سلسلہ اول کے مقابل مین اس کی عظمت ضرور زیادہ ہونی چاہیئے اور ہم دیکھتے ہین کہ جس قدر نصرت الٰہی ہمارے نبی صلعم کے شامل حال ہوئی ہے نہ وہ موسیٰ کے ساتھ ہے نہ عیسیٰ کے ساتھ اور اس سلسلہ کی مماثلت کی اوس سلسلہ اول کے ساتھ یہ بھی وجہ ہے کہ اسرائیلی اور اسمٰعیلی سلسلہ آپس مین دو بھائیون کا حکم رکھتا ہے اور خدا نے اپنی نعمتین دونون کو تقسیم کر کے دی ہین (اس سے بھی سابقہ خیال کی تائید ہوتی ہے) پھر اس امت کو خیر الامۃ کہا ہے کہ تم تمام امتون سے بہتر ہو کیونکہ وہ لوگ تو صرف قصہ کہانیون پر راضی تھے مگر ان کے دماغ حقائق اور معارف کیواسطے نہین نکلے تھے لیکن اس امت مین وہ دماغ کھل گئے ہین۔ ہم دیکھتے ہین کہ علت اور معلول کا سلسلہ۔ خیالات۔ ترقی علوم و فنون سب اسی زمانہ مین ہوا۔ بلکہ کمال انسانیت بھی اس مین پورا ہوا تو ضروری تہا کہ جیسے اس کا اول ہو ویسے ہی آخر بھی ہو۔ اس جگہ عرب صاحب نے عرض کی کہ زمانہ نبوی سے پیشتر بھی تو یونان وغیرہ مین بہت علوم کا چرچا تھا۔

فرمایا کہ علوم سے مراد دنیا کے علوم نہیں ہین اور نہ ہمین ان ارضی علوم سے کچھ تعلق وغیرہ ہے بہلا اگر ریل تار خبر۔ غبارہ وغیرہ ہوئے تو آخر یہ سب دنیا کے کھیل ہی ہین جب یہ فنا ہوگی تو ساتھ ہی...... اس کے کھیل وغیرہ بھی فنا ہوجاوینگے علوم سے ہماری مراد الٰہی علوم ہین وہ علوم جو کہ خدا تعالیٰ کے علوم ہین (پھر اصل مطلب کی طرف عود کر کے فرمایا) اب توریت کو دیکھو کہ ہستی باری تعالیٰ کے دلائل اور قیامت کا ثبوت اسمین نہین ہے اور نہ

ہستی باری تعالےٰ کے دلائل ہین ادہر قرآن کو دیکھو کہ ہستی باری تعالےٰ کے دلائل اور قیامت کے دلائل کیسے بہرے ہوئے ہین اور پہر عقلی اور نقلی دونون طرح کے ثبوت موجود ہین قرون اولیٰ مین صرف نقل ہی نقل تھی۔ پھر دیکھو نصاری۔ یہود۔ آریہ۔ برہمو۔ نیچری سب فرقون کا رد قرآن شریف مین موجود ہے اور ایک اتم اور اکمل کتاب ہے کیا یہ سب باتین صحف سابقہ مین موجود ہین۔ تو غرضیکہ یہ سلسلہ کبھی اور کسی صورت مین اوس اول سلسلہ موسوی سے کم نہ رہیگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مماثلت اور مطابقت مین یہانتک فرمایا کہ بدی کا حصہ بھی تم کو ویسے ہی ملیگا۔ جیسے کہ یہود کو ملا اور اس سلسلہ کی نسبت بار بار ذکر ہوا کہ جیسے اس کو عظمت ملی تھی ویسے ہی عظمت اسے بھی ملیگی۔ سورۂ فاتحہ مین اسی کا ذکر ہے مغضوب علیہم سے یہودی مراد ہین۔ اب دیکھا جاتا ہے کہ یہودی کیسے مغضوب ہوئے کہ انہون نے پیغمبرون کو نہ مانا۔ عیسیٰ علیہ السلام سے انکار کیا تو ضرور تہا کہ اس امت مین بھی وہی ہوتا اور ایک مسیح ہوتا جس سے یہ لوگ انکار کرتے اور وہ مماثلت پوری ہوتی۔ ورنہ کوئی بتلاوے کہ اگر اہل اسلام پر یہ زمانہ آنا ہی نہ تہا اور نہ کوئی مسیح ہونا تہا تو پہر اس دعائے فاتحہ کا مسلمانون کو تعلیم دینے کا کیا فائدہ تہا۔ قرآن کریم کی مختلف آیات کے جمع کرنے سے اور پہر اون پر یکجائی نظر کرنے سے پتہ لگتا ہے کہ آنیوالا مسیح ضرور اسی امت مین سے ہوگا اور حدیث بھی اس کی تشریح کرتی ہے اور کہتی ہے کہ وہ اس امت مین سے ہوگا۔

مسیح کی قوم کا ذکر کیون نہین ہے

ایک اور لطف کی بات یہ ہے کہ چونکہ مسیح کی قوم کا ذکر نہین ہے اور مسلمانون کا خیال تہا کہ وہ اوپر سے آنیوالا ہے اس لئے اس دعوی مین آجتک کسیکو یہ جرأت نہین ہوئی کہ افترا سے کام لیتا اور کذاب مہدیون کی طرح اسکی بھی دعوے کرنے والے ہوتے۔ مہدی ہونے کے دعوے جو بہت لوگون نے کئے اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کی قوم اور نسبت کا ذکر تہا جہان جس کو ذرا گنجائش ملی اس نے پاؤن جما کر دعوی کر دیا۔

ایک شخص نے اٹھکر سوال کیا کہ حضور بعض مخالف کہتے ہین کہ ہم بھی اہدنا الصراط المستقیم کہتے ہین ہمین کیون مغضوب اور یہود کہا جاتا ہے فرمایا کہ ہدایت تو یہودی بھی اب تک طلب کر رہے ہین اور اہدنا الصراط المستقیم مانگ رہے ہین پھر وہ کیون یہودی

برپیکر مغضوب ہوگئ

پھر ذکر اول کے متعلق جب ایک شخص نے انجیل کا ذکر پیش کیا تو فرمایا کہ وہ تو شریعت ہی نہیں ہے اور خود عیسائیوں نے قبول کرلیا ہے کہ اب شریعت منسوخ ہے ....

(یہ ذکر بہت دفعہ پیشتر آچکا ہے)

عرب صاحب نے خلیفہ کے معنے دریافت کئے فرمایا خلیفہ کے معنے ہیں جانشین کے۔ نبیوں کے زمانے کے بعد جو ایک تاریکی پھیل جاتی ہے اور اس کو دور کرنیکیواسطے جو ان کی جگہ آیا کرتا ہے۔ اسے خلیفہ کہتے ہیں۔

انبیاء کی تعلیم میں اتفاق

پھر سوال ہوا کہ انبیاء کی تعلیم ایک ہی ہونی چاہیئے فرمایا کہ ایک ہی ہے۔ یہود کو جو توریت میں عدل کی تعلیم تھی کہ دانت کے بدلے دانت اور آنکھ کے بدلے آنکھ مگر توریت کے اس عدل سے وہ مطلب نہ تھا جو کہ یہودی لوگ اپنی جھوٹی حدیثوں اور روایتوں سے سمجھ بیٹھے تھے کہ عفو تو بالکل ہی نہ کرنا چاہیئے حالانکہ اس سے خدا کی صفات پر حرف آتا ہے کہ وہ کیوں عفو کی عادت ترک کر بیٹھا۔ ہاں یہ بات سچ ہے کہ چونکہ بنی اسرائیل چار سو سال سے غلامی میں چلے آتے تھے اور ان کا میل جول رات دن فرعونیوں کے ساتھ تھا جو کہ ظالم طبع آدمی تھے اس لئے بہت سے مفاسد ان میں پیدا ہو گئے تھے اور چال چلن خراب ہو گیا تھا تو اس ظالمانہ عادات کی بیخکنی کیواسطے ان کو عدل کی تاکید کی گئی اور ایسی شریعت پیش کی جو کہ عدل پر مبنی تھی لیکن انھوں نے اسے الٹا سمجھ لیا۔ ورنہ روایات سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اخلاق کا حصہ بالکل زائل ہی کر دیا گیا تھا اس غلط فہمی سے وہ لوگ سخت دل ہو گئے تھے اور حضرت عیسیٰؑ جب مبعوث ہوئے تو اس وقت ان یہود کی سخت دلی بہت بڑھی ہوئی تھی۔ یتیموں کا مال کھا لیتے تھے اور کئی قسم کے فسق و فجور کرتے تھے اور یہ کہنا کہ انجیل میں ہی اخلاق بھرے ہیں بالکل غلطی ہے کیا اس سے پیشتر جو ۔ ، سے زیادہ کتابیں اور صحف انبیاء تھے وہ سب اخلاق کی تعلیم سے خالی تھے اور اس انجیل نے آکر اخلاق کی تجدید کی یہ بالکل غلط ہے صحف سابقہ میں بھی اخلاق کی تعلیم تھی بلکہ بعض محققین نے تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ انجیل میں جس قدر اخلاقی حصہ ہے وہ صحف سابقہ سے لیا گیا ہے۔ غرضیکہ اختلاف اگر اصول میں ہو تو اسے اختلاف کہتے ہیں نہ کہ فروع میں ورنہ اگر فروع میں اختلاف کو دلیل پکڑیں تو پھر اس طرح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ اول اور تھا اور آخر اور۔ اور آپنے اس وقت کپڑے اور پہنے ہوئے ہیں اور گرمیوں میں اور ہوں گے تو فروعات میں تبدیلیاں ضرور ہوا کرتی ہیں شراب تو ان کے نتائج ایسے بد ہو گئے تھے کہ زمانہ آگیا تھا کہ ان کی ضرور بیخکنی کی جاوے بعض نیک بخت ایسے بھی ہوا کرتے ہیں کہ ان وقتوں میں ان سے پرہیز کرتے رہیں تو خدا تعالیٰ ان کو محفوظ رکھتا ہے۔

مسیح کے وقت بھی اصل میں کوئی شریعت منسوخ نہیں ہوئی تھی ورنہ اگر منسوخ ہو گئی تھی تو پھر مسیح کے اس کہنے کے کیا معنے ہیں کہ یہ ربیان اور سردار کاہن جو کہتے ہیں وہ کرو مگر جو یہ کرتے ہیں وہ نہ کرو تو معلوم ہوا کہ شریعت توریت کی بحال تھی اور انجیل میں بذاتِ خود کوئی شریعت نہیں ہے

مومن فرعون کی بیوی اور مریم کی [illegible]

پھر عرب صاحب نے عرض کی کہ سورہ تحریم میں ابن مریم کی نسبت کیا ذکر ہے فرمایا اس میں اللہ تعالیٰ اس امت میں سے بعض کو مریم سے تمثیل دیتا ہے کہ جیسے مریمؑ نے جب تقوے طہارت اختیار کی اور احصان فرج کیا تو ہم نے اس میں نفخ روح کر دیا تھا ایسے ہی افراد اس امتہ محمدیہ میں سے ہوا کرینگے اس آیت میں مومنوں کی دو مثالیں موجود ہیں ایک تو فرعون کی بیوی کی اور ایک مریم کی جو مومن کہ جذبات نفس کے پنجہ میں گرفتار ہوتے ہیں اور ان کی بڑی آرزو اور کوشش ہوتی ہے کہ خدا ان کو اس سے نجات دیوے۔ ان کی مثال فرعون کی بیوی کے ساتھ ہے کہ وہ بھی فرعون سے نجات چاہتی تھی مگر مجبور تھی اور جو مومن اپنے تئیں نہایت درجے کے تقوے طہارت پر پہنچاتے ہیں تو پھر خدا تعالیٰ ان میں عیسیٰ کی روح پھونک دیتا ہے یہ دو مراتب نیکی کے ہیں جو مومن حاصل کرتا ہے۔ لیکن دوسرا درجہ ان میں سے بڑھکر ہے کہ اس میں نفخ روح ہو کر وہ عیسیٰ بنجاتا ہے۔ اس آیت سے صریح اشارہ اس طرف ہے کہ اس امت میں سے کوئی ہو گا کہ اس میں نفخ کر کے عیسیٰ بنا دیا جاویگا تو اب کوئی عورت تو ایسی نہیں ہے (اور نہ کسی ایسی عورت کی نسبت کتابوں میں ذکر ہے نہ پیشگوئی ہے) بلکہ اس سے مراد یہی ہے کہ اول وہ بلحاظ تقوی کے صفت مریمیت سے موصوف ہو گا پھر نفخ روح ہو کر عیسویت کی صفت میں آجاویگا۔ اب اس کی کیفیت اور لطافت براہین احمدیہ سے معلوم ہوتی ہے کہ اول مجھے مریم کے نام سے یاد کر کے میرے اندر صدق کی روح کا نفخ کیا اور پھر عیسیٰ میرا نام رکھا مریم سے عیسےٰ کیونکر بنا کرتا ہے یہ تو استعارہ خدا کے کلام کے ہیں اور بہت آیا کرتے ہیں تاکہ عقلمند اس سے لذت اور فائدہ پاوے۔ امت کی دو ہی قسم ہیں ایک فرعون کی بیوی اور دوسرے مریم بنت عمران اور اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے منھم ظالم لنفسه ومنھم مقتصد ومنھم سابق بالخیرات۔ ظالم سے مراد وہ لوگ ہیں جو کہ نفس امارہ کے تابع ہیں کہ جس راہ پر نفس نے ڈالا اسی راہ پر چل پڑے اور وہ صم بکم کی طرح ہوتے ہیں اور ان کی مثال بہائم کی ہی اس لئے کسی مد میں نہیں آسکتے اور یہ کثرت سے ہوتی ہیں پھر ان کے بعد نفس لوامہ والے جو کہ فرعون کی بیوی ہیں یعنی ان کو نفس ہمیشہ ملامت کرتا رہتا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ امارہ سے ان کو آزادی ملے یہ کم ہوتے ہیں اور پھر ان سے کم نفس مطمئنہ والے یعنی مریم بنت عمران۔

جس زمانے کا وعدہ خدا نے کیا ہوا تھا ضرور تھا کہ اس میں ایک نفس مریم کیطرح ہوتا اور اس زمانے میں خدا نے فیہ میں ضمیر مذکر کی استعمال کی ہے تاکہ اشارہ اس طرف ہو کہ ایک مرد ہو گا جو صفات مریمیت حاصل کر کے عیسیٰ ہو گا۔

مریم صفات والے کے واسطے ضرور ہے کہ آخرکار عیسویت کے رنگ میں تبدیل ہو جاوے اگر اوس آیت میں صرف مریم کا لفظ ہوتا تو اس صفت کے بہت سے افراد ہو سکتے تھے مگر آگے خدا تعالےٰ نے نفخ روح اور احصان فرج کی قید لگائی ہوئی ہے کہ جس سے ہر ایک شخص فائدہ نہیں اُٹھا سکتا جو یہ کرے وہی عیسےٰ ہووے یہ ایک استعارہ تھا جو کسی کی سمجھ میں نہ آیا اور یہ وقت اس کے تفہیم کے لئے مقدر تھا۔ پھر عجیب بات یہ ہے کہ مریم اور نفخ روح اور میرا نام عیسےٰ رکھنے کے الہاموں میں صرف ۹ یا دس ماہ کا ہی فاصلہ ہے جو کہ مدت حمل ہے ان تمام ترقیات کا سلسلہ خدا کے ہاتھ میں ہے کسی کو کیا خبر ہے کہ کس طرح ایک بیج زمین کے اندر کیا کیا تغیر پا کر آخر کار ایک پتا بنجاتا ہے۔

مورخہ ۲۱ جنوری سنہ ۱۹۰۳ بروز چہار شنبہ

فجر ـ ظہر ـ مغرب ـ و عشا ـ کی نمازین

حضرت اقدس نے باجماعت ادا کین مگر عصر کیوقت بوجہ علالت آپ تشریف نہ لا سکے ـ

سیر حضرۃ اقدس حسب دستور سیر کے لئے تشریف لائے اور روانہ ہوتے ہی عرب صاحب نے انگریزی قطع وضع پر کچھ ذکر چھیڑا حضرت اقدس نے فرمایا کہ انسان کو جیسے باطن مین اسلام دکھلانا چاہیئے ویسے ہی ظاہر مین بھی دکھلانا چاہیئے ان لوگون کی طرح نہ ہونا چاہیئے کہ جنہون نے آج کل علی گڈھ مین تعلیم پاکر کوٹ پتلون وغیرہ سب کچھ ہی انگریزی لباس اختیار کر لیا ہے ـ حتی کہ وہ پسند کرتے ہین کہ ان کی عورتون کی وضع بھی انگریزی عورتون کی طرح ہو ـ اور ویسے ہی لباس وغیرہ وہ پہنین ـ جو شخص ایک قوم کے لباس کو پسند کرتا ہے تو پھر وہ آہستہ آہستہ اوس قوم کو اور پھر ان کے دوسرے اوضاع اطوار اور حتی کہ مذہب کو بھی پسند کرنے لگتا ہے اسلام نے سادگی کو پسند کیا ہے اور تکلفات سے نفرۃ کی ہے ـ

من تشبہ بقوم فھو منھم

چھری کانٹے سے کھانے پر فرمایا کہ شریعت اسلام نے چھری سے کاٹ کر کھانے سے تو منع نہین کیا ہان تکلف سے ایک بات یا فعل پر زور دلوانے سے منع کیا ہے اس خیال سے کہ اوس قوم سے مشابہت نہ ہوجاوے ورنہ یون تو ثابت ہے کہ آنحضرت نے چھری سے گوشت کاٹ کر کھایا اور یہ فعل اس لیئے کیا کہ تا امت کو تکلیف نہ ہو ـ جائز ضرورتون پر اس طرح کھانا جائز ہے مگر بالکل اس کا پابند ہونا اور تکلف کرنا (اور کھانے کے دوسرے طریقون کو حقیر جاننا) منع ہے کیونکہ پھر آہستہ آہستہ انسان کی نوبت تتبع کی یہانتک پہنچ جاتی ہے کہ وہ ان کی طرح طہارت کرنا بھی چھوڑ دیتا ہے ـ

من تشبہ بقوم فھو منھم سے مراد یہی ہے کہ التزاماً ان باتون کو نکرے ورنہ بعض وقت ایک جائز ضرورت کے لحاظ سے کر لینا منع نہین ہے جیسے کہ بعض دفعہ کام کی کثرت ہوتی ہے اور بیٹھے لکھتے ہوئے ہین تو کہدیا کرتے ہین کہ کھانا میز پر لگادو اور اس پر کھالیتے ہین اور صف پر بھی کھالیتے ہین چارپائی پر بھی کھا لیتے ہین ـ تو ایسی باتون مین صرف گذارہ کو مد نظر رکھنا چاہیئے

تشبہ کے معنے اس حدیث مین یہی ہین کہ اوس لکیر کو لازم پکڑ لینا ورنہ ہمارے دین کی سادگی تو ایسی شئے ہے کہ جسپر دیگر اقوام نے رشک کھایا ہے ـ اور خواہش کی ہے کہ کاش ان کے مذہب مین یہ ہوتی اور انگریزون نے اس کی تعریف کی ہے اور اکثر اصول ان لوگون نے عرب سے لے کر اختیار کئے ہین مگر اب رسم پرستی کی خاطر وہ مجبور ہین ترک نہین کر سکتے ـ

داڑھی رکھنا اور استرے کا استعمال

پھر عرب صاحب نے داڑھی کی نسبت دریافت کیا حضرۃ اقدس نے فرمایا کہ یہ انسان کے دل کا خیال ہے بعض انگریز تو داڑھی اور مونچھ سب منڈوا دیتے ہین وہ اسے خوبصورتی خیال کرتے ہین اور ہمین اس سے ایسی سخت کراہت آتی ہے کہ سامنے ہو تو کھانا کھانے کو جی نہین چاہتا داڑھی کا جو طریق انبیاؤن اور راستبازون نے اختیار کیا ہے وہ بہت پسندیدہ ہے ـ البتہ اگر بہت لمبی ہو جاوے تو کٹوا دینی چاہیئے ایک مشت رہے خدا نے یہ ایک امتیاز مرد اور عورت کے درمیان رکھدیا ہے ـ ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب نے عرض کی کہ حضور آجکل ایک کتاب پلیگ گائڈ چھپی ہے وہ کل ڈاکٹرون کے پاس روانہ کی گئی ہے اس مین ایک ہدایت ہے کہ ان طاعون کے ایام مین داڑھی ہرگز نہ منڈوانی چاہیئے کیونکہ اگر ذرا بھی زخم ہوا تو طاعونی مادہ اوس پر بہت جلد اثر کرتا ہے حضرت اقدس نے فرمایا کہ استرون سے بھی بعض وقت زہر اور آتشک کے امراض پیدا ہوجاتے ہین اس لئے ہمیشہ استرے کے استعمال کرنے مین بہت احتیاط لازم ہے اور استرے کا استعمال منہہ پر تو بہت خطرناک ہے ہان غیر مناسب بال جیسا کہ بعض رخسار پر ہوتے ہین یا داڑھی کے زوائد وغیرہ یہ سب کاٹ دینے چاہئین (نہ کہ منڈوانے)

پیشگوئیون مین اخفا

پھر حضرت اقدس نے عرب صاحب سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ رات کو جو آپنے سوال کیا تھا وہ بیشک بہت ضروری تھا کیونکہ ایسے ملکون مین جہان لوگ ناواقف ہین سمجھانے کے لئے ضرور علم چاہئے پھر اوس مضمون کا مختصر خلاصہ حضرت نے اعادہ فرمایا کہ جو گذشتہ نمبر مین ہم درج کر چکے ہین اور اوس پر یہ ایزادی فرمائی کہ پیشگوئیون کے بارے مین یہ خیال ہرگز نکرے کہ وہ ایسی کھلی کھلی ہون کہ نام لے لیکر بتلایا جاوے ـ ورنہ پھر یہی سوال آنحضرۃ صلعم پر ہو سکتا ہے اور ویسی ہی ثبوت کی ضرورۃ آنحضرت کے دعاوی پر آپڑتی ہے کیونکہ خدا نے توریت مین یہ تو ذکر کیا کہ آخری زمانہ مین ایک نبی ہوگا اور پھر یہ کہ تمہارے بھائیون مین سے ہوگا مگر یہ تصریح نہ کی کہ اسمعیل کی نسل مین ہوگا ـ حالانکہ یہود کا بھی یہی خیال رہا کہ نبی اسرائیل سے ہوگا ورنہ کیا خدا تعالے قادر نہ تھا کہ آپ کا نام آپ کے باپ کا نام آپکے شہر کا نام سب کچھ پہلے بتلا دیتا اور کسیکو کوئی وجہ شک کی نہ رہتی ـ مگر ایسے الفاظ تھے کہ ان سے اہل یہود نے فائدہ اُٹھا لیا اور ان کا ابھی تک بھی مذہب ہے کہ تمہارے بھائیون مین سے مراد یہی ہے کہ وہ بنی اسرائیل سے ہوگا ـ دوسری جگہ جہان اہل یہود نے ٹھوکر کھائی ہے وہ الیاس والا مقدمہ ہے کہ انہون نے یوحنا کو الیاس نہ مانا غرض اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ تمام امور پر یکجائی نظر ڈالے اور مومن اور متقی آدمی ہو تو پھر اُسے ثبوت ملتا ہے کہ ایک طرف تو قرآن اور احادیث اور سابقہ کتب ہمارے ساتھ ہین اور ایک طرف صدہا نشان جو کہ ظاہر ہو چکے ہین اور ان مین سے ۔ ۵۰ کا ذکر نزول المسیح مین ہے ـ مگر غرض یہ سنت اللہ ہے کہ نشانون سے صادق شناخت کیا جاتا ہے ـ

اور سچی بات یہی ہے کہ اگر وہ ہمپر اعتراض کرین تو اول حضرۃ عیسیٰ عہ اور آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور صداقت کا ثبوت پیش کرین پھر ان سے جو بھی رہ جاویگی وہ ہم پوری کر دیوینگے ـ

یہودیون کو دو بار حیرت کا مقام پیش آیا ـ ایک تو مسیح علیہ السلام کے وقت کہ جب انہون نے پوچھا کہ تجھ سے پیشتر آنیوالا الیاس کہان ہے تو جواب دیا کہ وہ یوحنا ہے چاہے قبول کرو چاہو قبول نہ کرو اور دوسرے آنحضرت صلعم کے وقت کہ آپ بنی اسمعیل مین سے ہوئے اور مسیح کو بھی دیوانہ کہا گیا تھا چنانچہ انکا نام منکرون نے بعل زبول رکھا تھا ـ بعل کے معنی رئیس اور زبول کے معنے مکھیان جو کہ گندگی پر بیٹھتی ہین یعنی کل گندگیون کا سردار یہ ان کی سخت غلطی تھی اور مخالفت کی وجہ سے ایسے کہتے تھے جیسے آنحضرۃ کو ساحر اور مجنون کہتے تھے ـ

پیشگوئی قرآن شریف

ریل وغیرہ کے ذکر پر فرمایا کہ اس زمانے مین خدا نے ہماری جماعت کو فائدہ پہنچایا ہے کہ سفر کو بہت آرام ہے ورنہ کہان سے کہان ٹھوکرین کھاتا ہوا انسان ایک دوسرے مقام پر پہنچتا تھا مدراس جہان سیٹھ عبدالرحمن ہین اگر کوئی جاتا تو گرمیون مین روانہ ہوتا تو سردیون مین پہونچتا تھا اس زمانے کی نسبت خدا نے خبر دی ہے و اذ النفوس زوجت کہ جب ایک اقلیم کے لوگ دوسری اقلیم والون کے ساتھ ملینگے

مورخہ ۷ جنوری ۱۹۰۳ء بروز چہارشنبہ

فجر ۔ ظہر ۔ مغرب ۔ وعشا ۔ کی نمازین حضرت اقدس نے باجماعت اداکین مگر عصر کیوقت بوجہ علالت آپ تشریف نہ لا سکے۔

سیر حضرۃ اقدس حسب دستور سیر کے لئے تشریف لائے اور روانہ ہوتے ہی عرب صاحب نے انگریزی قطع وضع پر کچھ ذکر چھیڑا حضرت اقدس نے فرمایا کہ انسان کو جیسے باطن مین اسلام دکھلانا چاہیئے ویسے ہی ظاہر مین بھی دکھلانا چاہیئے ان لوگون کی طرح نہ ہونا چاہیئے کہ جنہون نے آج کل علی گڈھ مین تعلیم پاکر کوٹ پتلون وغیرہ سب کچھ ہی انگریزی لباس اختیار کرلیا ہے حتی کہ وہ پسند کرتے ہین کہ ان کی عورتون کی وضع بھی انگریزی عورتون کی طرح ہو۔ اور ویسے ہی لباس وغیرہ وہ پہنین ۔ جو شخص ایک قوم کے لباس کو پسند کرتا ہے تو پھر وہ آہستہ آہستہ اوس قوم کو اور پھر ان کے دوسرے اوضاع اطوار اور حتی کہ مذہب کو بھی پسند کرنے لگتا ہے اسلام نے سادگی کو پسند کیا ہے اور تکلفات سے نفرت کی ہے۔

چھری کانٹے سے کھانے پر فرمایا کہ شریعت اسلام نے چھری سے کاٹ کر کہانے سے تو منع نہین کیا ہان تکلف سے ایک بات یا فعل پر زور ڈالنے سے منع کیا ہے اس خیال سے کہ اوس قوم سے مشابہت نہ ہو جاوے ورنہ یون تو ثابت ہے کہ آنحضرت نے چھری سے گوشت کاٹکر کہایا اور یہ فعل اس لئے کیا کہ تا امت کو تکلیف نہ ہو ۔ جائز ضرورتون پہ اس طرح کھانا جائز ہے مگر بالکل اس کا پابند ہونا اور تکلف کرنا (اور کھانے کے دوسرے طریقون کو حقیر جاننا) منع ہے کیونکہ پھر آہستہ آہستہ انسان کی نوبت تتبع کی یہانتک پہنچ جاتی ہے کہ وہ ان کی طرح طہارت کرنا بھی چھوڑ دیتا ہے۔

من تشبہ بقوم فھو منھم سے مراد یہی ہے کہ التزاماً ان باتوں کو نکرے ورنہ بعض وقت ایک جائز ضرورت کے لحاظ سے کرلینا منع نہین ہے جیسے کہ بعض دفعہ کام کی کثرت ہوتی ہے اور بیٹھے ٹیکتے ہوئے ہین تو کہدیا کرتے ہین کہ کہانا میز پر لگادو اور اس پر کہالیتے ہین اور صف پر بھی کہالیتے ہین چارپائی پر بھی کہا لیتے ہین ۔ تو ایسی باتو مین صرف گذارہ کو مد نظر رکھنا چاہیئے

تشبہ کے معنے اس حدیث مین یہی ہین کہ اوس لکیر کو لازم پکڑ لینا ورنہ ہماری دین کی سادگی تو ایسی شے ہے کہ جسپر دیگر اقوام نے رشک کھایا ہے ۔ اور خواہش کی ہے کہ کاش ان کے مذہب مین یہ ہوتی اور انگریزون نے اس کی تعریف کی ہے اور اکثر اصول ان لوگون نے عرب سے لے کر اختیار کئے ہین مگر اب رسم پرستی کی خاطر وہ مجبور ہین ترک نہین کر سکتے ۔

داڑھی رکھنا اور استرے کا استعمال

پھر عرب صاحب نے داڑھی کی نسبت دریافت کیا حضرۃ اقدس نے فرمایا کہ یہ انسان کے دل کا خیال ہے بعض انگریز تو داڑھی اور مونچھہ سب منڈوا دیتے ہین وہ اسے خوبصورتی خیال کرتے ہین اور ہمین اس سے ایسی سخت کراہت آتی ہے کہ سامنے ہو تو کہانا کہانے کو جی نہین چاہتا داڑھی کا جو طرق انبیاؤن اور راستبازون نے اختیار کیا ہے وہ بہت پسندیدہ ہے۔ البتہ اگر بہت لمبی ہوجاوے تو کٹوا دینی چاہیئے ایک مشت رہے خدا نے ایک امتیاز مرد اور عورت کے درمیان رکھدیا ہے۔ ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب نے عرض کی کہ حضور آجکل ایک کتاب پلیگ گائڈ چھپی ہے وہ کل ڈاکٹرون کے پاس روانہ کی گئی ہے اس مین ایک ہدایت ہے کہ ان طاعون کے ایام مین داڑھی ہرگز نہ منڈوانی چاہیئے کیونکہ اگر ذرا بھی زخم ہوا تو طاعونی مادہ اوس پر بہت جلد اثر کرتا ہے حضرت اقدس نے فرمایا کہ استرون سے بھی بعض وقت زہر اور آتشک کے امراض پیدا ہو جاتے ہین اس لئے ہمیشہ استرے کے استعمال کرنے مین بہت احتیاط لازم ہے اور استرے کا استعمال منہہ پر تو بہت خطرناک ہے ہان غیر مناسب بال جیسا کہ بعض رخسار پر ہوتے ہین یا داڑھی کے زوائد وغیرہ یہ سب کاٹ دینے چاہیئین (نہ کہ منڈوانا)

پھر حضرت اقدس نے عرب صاحب سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ رات کو جو آپنے سوال کیا تہا وہ بیشک بہت ضروری تہا کیونکہ ایسے ملکون مین جہان لوگ ناواقف ہین سمجہانے کے لئے ضرور علم چاہیئے پھر اوس مضمون کا مختصر خلاصہ حضرت نے اعادہ فرمایا کہ جو گذشتہ نمبر مین ہم درج کرچکے ہین اور اوس پر یہ ایزادی فرمائی کہ پیشگوئیون کے بارے مین یہ خیال ہرگز نکرے کہ وہ ایسی کھلی کھلی ہون کہ نام لے لیکر بتلایا جاوے ۔ ورنہ پھر یہی سوال آنحضرۃ صلعم پر ہوسکتا ہے اور ویسے ہی ثبوت کی ضرورۃ آنحضرت کی دعاوی پر آپڑتی ہے کیونکہ خدا نے توریت مین یہ تو ذکر کیا کہ آخری زمانہ مین ایک نبی ہوگا اور پھر یہ کہ تمہارے بہائیون مین سے ہوگا مگر یہ تصریح نہ کی کہ اسمعیل کی نسل مین ہوگا ۔ حالانکہ یہود کا بھی یہی خیال رہا کہ نبی اسرائیل سے ہوگا ورنہ کیا خدا تعالے قادر نہ تہا کہ آپ کا نام آپ کے باپ کا نام آپکے شہر کا نام سب کچھ پہلے بتلا دیتا اور کسیکو کوئی وجہ شک کی نہ رہتی ۔ مگر ایسے الفاظ تھے کہ ان سے اہل یہود نے فائدہ اٹھا لیا اور ان کا ابھی تک یہی مذہب ہے کہ تمہارے بہائیون مین سے مراد یہی ہے کہ وہ نبی اسرائیل سے ہوگا ۔ دوسری جگہ جہان اہل یہود نے ٹھوکر کہائی ہے وہ الیاس والا مقدمہ ہے کہ انہون نے یوحنا کو الیاس نہ مانا غرض اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ تمام امور پر یکجائی نظر ڈالے اور مومن اور متقی آدمی ہو تو پھر اسے ثبوت ملتا ہے کہ ایک طرف تو قرآن اور احادیث اور سابقہ کتب ہمارے ساتھ ہین اور ایک طرف صدہا نشان جو کہ ظاہر ہو چکے ہین اور ان مین سے ۔ ۵۰ا کا ذکر نزول المسیح مین ہے ۔ غرض یہ سنت اللہ ہے کہ نشانون سے صادق شناخت کیا جاتا ہے۔

اور سچی بات یہی ہے کہ اگر وہ ہمپر اعتراض کرین تو اول حضرۃ عیسیٰ علیہ السلام اور آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور صداقت کا ثبوت پیش کرین پھر ان سے خوبی رہ جاوے گی وہ ہم پوری کر دیوینگے۔

یہودیون کو دوبارہ حیرت کا مقام پیش آیا ۔ ایک تو مسیح علیہ السلام کے وقت کہ جب انہون نے پوچھا کہ تجہہ سے پیشتر آنیوالا الیاس کہان ہے تو جوابدیا کہ وہ یوحنا ہے چاہو قبول کرو چاہو قبول نہ کرو اور دوسرے آنحضرت صلعم کے وقت کہ آپ بنی اسمعیل مین سے ہوئے اور مسیح کو بھی دیوانہ کہا گیا تہا چنانچہ انکا نام منکرون نے بعل زبول رکھا تہا ۔ بعل کے معنے رئیس اور زبول کے معنے مکھیان جو کہ گندگی پر بیٹھتی ہین یعنی کل گندگیون کا سردار یہ ان کی سخت غلطی تھی اور مخالفت کی وجہ سے ایسے کہتے تھے جیسے آنحضرۃ کو ساحر اور مجنون کہتے تھے ۔

ریل وغیرہ کے ذکر پر فرمایا کہ اس زمانے مین خدا نے ہماری جماعت کو فائدہ پہنچایا ہے کہ سفر کو بہت آرام ہے ورنہ کہان سے کہان ٹھوکرین کہاتا ہوا انسان ایک دوسرے مقام پر پہنچتا تہا مدراس جہان سیٹھ عبدالرحمن ہین اگر کوئی جاتا تو گرمیون مین روانہ ہوتا تو سردیون مین پہونچتا تہا اس زمانہ کی نسبت خدا نے خبر دی ہے واذا النفوس زوجت کہ جب ایک اقلیم کے لوگ دوسری اقلیم والون کے ساتھہ ملینگے

بقیہ سفرنامہ جہلم

(سلسلے کے لئے دیکھو البدر نمبر ۲ جلد ۲)

اس لئے لاہور کے اکثر احباب انتظام مہمان نوازی کیواسطے اسی رات ۱۱ بجے کی ٹرین مین لاہور چلے آئے۔ اس کے بعد اول یہ تجویز ہوئی کہ صبح کو ۵ بجے کی ٹرین مین روانہ ہو وین مگر اس وقت کثرت انبوہ و مسافران اور تنگی وقت کے لحاظ سے یہ تجویز ملتوی رہی اور ۱۱ بجے کی ٹرین مین روانگی قرار پائی۔

اگرچہ یہ آخری شب تھی اور صبح کو حضرت اقدس نے روانہ ہونا تھا مگر آج کی رات مین بھی بہت سے احباب مختلف بلاد سے تشریف لائے اور حضرت اقدس سے ملاقی ہوئے رات بہت گذر گئی تھی اس لئے حاضرین کو بعض احباب نے کہا کہ اب آرام کرین اور سب اپنے اپنے بستر پر تشریف لے گئے۔

مورخہ ۱۸ جنوری اور جہلم کی روانگی

حضرۃ اقدس نے صبح کو اٹھکر فجر کی نماز باجماعت ادا کی۔ احباب سے کمرہ بھر گیا اور نئے نئے احباب کی آمد کا سلسلہ ابھی تک جاری تھا ابھی سورج مشکل سے باہر نکلا تھا کہ پھر درخواست گذری کہ حضور لوگ بیعت کرنا چاہتے ہین آپنے فرمایا اچھا اور بیعت کا سلسلہ شروع ہوا آج بیعت کی وہ کثرت تھی کہ دس بجے تک برابر لوگ بیعت کرتے رہے اور بایں وجہ کہ ٹرین کا وقت قریب آگیا اکثر لوگ بیعت سے محروم رہ گئے۔ آپنے کچھ آدمیون کی بیعت کی ہوگی کہ پھر درخواست گذری کہ عورتین کمرہ مین جمع ہین بیعت لی جاوے۔ آپنے تشریف لے جاکر بیعت لی اور پھر آکر مردون کی بیعت کا سلسلہ جاری رہا اس سلسلہ مین اکثر احباب نے کچھ شکوک و شبہات دور کرائے جو کہ مخالفین کے ساتھ بحث مباحثہ کے واسطے حل طلب تھے۔

میان نظام الدین صاحب خیاط اور ایک دو اصحاب نے بہت عمدہ اور لطیف نظمین سنائین اس کے بعد کھانا تناول کیا گیا اور دس بجے کے بعد حضرت اقدس روانہ ہونے کو طیار ہی تھے کہ پھر عرض کی گئی کہ کچھ مستورات آئی ہین اور بیعت کرنا چاہتی ہین حضرت اقدس تشریف لے گئے اور آپنے ان کی بیعت لی۔

روانگی سے کچھ پیشتر مقام لودرنگ سے ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ ایک دو آدمی تھے جو اس کے محافظ معلوم ہوتے تھے انہون نے اس کو پیش کر کے عرض کی کہ کچھ عرصے سے اسے حضور کا عشق ہے ہر وقت دیوانہ وار آپکا تذکرہ کرتی تھی اب سنا کہ آپ تشریف لائے ہین تو یہان زیارت کے واسطے دوڑی آئی ہے

ملان آن باشد کہ بند نشود

عین روانگی کے وقت ایک دو مولوی ایک رقعہ کسی مولوی کی طرف سے لیکر آئے کہ مین مسئلہ حیاۃ و وفات پر بحث کرنا چاہتا ہون ہر ایک صاحب عقل ان کی اس درخواست پر ہنسنے لگا اور کہا کہ یہ تو صریح شرارت ہے کہ اب جبکہ حضرۃ اقدس روانہ ہونے لگے ہین تو بحث کی سوجھی اور اس قدر جو تصنیفات وفاۃ مسیح پر ہو چکی ہین ان مین کونسی بات رہ گئی ہے کہ جس پر اب بحث باقی ہے ان کو کچھ جواب نہ دیا گیا اور مولویصاحب کی جو آرزو تھی وہ بر آئی کہ مرزا صاحب نے بحث تو کرنی نہین اور اگر کرنی بھی ہو تو اب روانگی کا وقت ہے کب ٹھہرینگے بہر حال مجھے عوام الناس سادہ لوح کو دہوکا دینے کا موقع ملیگا کہ مین نے بحث کیواسطے بلایا تھا مقابلہ پر نہ آئے۔ بس اب ان مولویون کے پاس بھی مکر و فریب کی چال ہی رہ گئی ہے۔

جماعت جہلم کی مہمان نوازی

اس موقعہ پر یہ بڑی بے انصافی ہوگی کہ اگر ہم اس بات کا ذکر نکرین کہ احمدیہ جماعت جہلم نے اپنے آقا اور امام اور آپکے رفقائے سفر کی کس طرح سے تعظیم و تکریم کی اور حق خدمت ادا کیا۔

دراصل یہ مقدمہ کیا تھا یہ تو جہلم کی بیدار بختی تھی کہ اس بہانہ سے حضرۃ احمد مرسل یزدانی ان کی مہمان ہوئے۔ یہ مہمانی ایک معمولی مہمانی نہ تھی اور نہ ہر ایک کو یہ موقع ساری عمر مین نصیب ہو سکتا ہے جب تک خدا تعالیٰ کا خاص فضل نہو۔ خدا کے مامور کوئی معمولی انسان نہین ہوتے یہ لوگ بن خدا کے بلائے نہیں بولتے اور بن اس کے ہلائے نہین ہلتے اور اگر ایک طرف سونے اور چاندی کا ڈھیر لگا دیا جاوے اور ان سے کہا جاوے کہ یہ سب کچھ آپکو ملیگا آپ ایک دفعہ تشریف لاوین تو یہ لوگ اوس پر تھوکتے تک بھی نہین ہین اور اگر خدا تعالیٰ حکم دیوے کہ تم فلان فقیر کی جھونپڑی مین خود چلکر جاؤ تو پا پیادہ کہا گر جانے مین انکو عار نہین ہے۔ غرضیکہ اس مقدمہ کی تقریب کا جہلم مین پیدا ہونا یہ جہلم کی جماعت کے لئے فرخندہ فالی تھی اور اپنی اس خوبی طالع پر جس قدر یہ جماعت ناز کرے اسے حق پہنچتا ہے اور دیکھا گیا ہے کہ جیسا یہ مبارک موقعہ ان کو نصیب ہوا ویسی ہی انہون نے اس کی قدر بھی کی باوجودیکہ بعض اوقات ایک ہزار کے قریب بھی مہمان دسترخوان پر ہوئے ہین مگر ان کی مہمان نوازی بڑی فراخ حوصلگی اور کشادہ دلی سے کی گئی ہے جہلم کے قیام مین چار وقت ضیافت دینے کا ان کو موقع ملا اور ہر ایک موقع کو نہایت خوش اسلوبی سے نبھایا۔

جہلم کی جماعت کے ممبر مثل فرشتون کے اپنی اپنی خدمات پر مامور تھے مورخہ ۱۶ جنوری کو ریل سے اوتر کر جس خدمت پر جو ممبر مامور دیکھا گیا ہے روانگی کے وقت تک وہ اسیطرح اپنی اوس خدمت کو بجا لاتا دیکھا گیا ہے اور ہم نے نہین دیکھا کہ ۱۶ جنوری کی ظہر سے لیکر ۱۷ جنوری کی شام تک کسیکی آنکھ لگی ہو۔ اس سعادت کے حاصل کرنے مین ان لوگون نے ایک اور عجیب نمونہ انصاریت کا بھی دکھایا ہے ہمارے ناظرین کو یاد ہوگا کہ البدر جلد ۱ صفحہ ۵۵ پر ایک صاحب **میان غلام رسول حجام امرتسری** کی طرف احمدی جماعت کی توجہ دلائی گئی تھی کہ اون کے امرتسر کے بھائیون نے اس لئے ان کو اب شادی غمی کی تقریب پر بلانیسے منع کر دیا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود کے مرید ہین اور ان کی معاش اب بہت تنگ ہو گئی ہے اس لئے احمدی احباب شادی وغیرہ کی تقریبون پر مجلسون کے کھانا وغیرہ پکوانے کی غرض سے ان کو بلا لیا کرین کہ ان کے گذارہ کی ایک صورت پیدا ہو جاوے اور اس بات کی اشاعت حضرت اقدس کے ارشاد سے کی گئی تھی چنانچہ اب اس مبارک اور عظیم الشان تقریب پر جہلم کی جماعت نے **میان غلام رسول صاحب** کو بلایا ہوا تھا اور باوجودیکہ ان لوگون کے اپنے باورچی جہلم مین تھے مگر پھر بھی انہون نے میان غلام رسول صاحب کو ہی ترجیح دیکر انصاریت کے ثواب سے حصہ لیا۔

اے جہلم کی احمدی جماعت تجھے ہمارا لطر فسے مبارک ہو زہے تیرے نصیب کہ تجھ پہ یہ مبارک وقت ہاتھ آیا کہ اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ اور پیارا **احمد مرسل حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام** تیرا مہمان ہوا۔ تجھے چاہئے کہ اس مبارک موقعہ کی بہت قدر کرے اور تجھ مین سے ایسے افراد پیدا ہون کہ جو اس امام پاک کے کامل متبع اور آپکی پاک تعلیمات کے ایک مجسم نمونہ بنکر اس پاک مشن کی اشاعت دنیا مین کرتے پھرین۔ اے جہلم کی احمدی جماعت اب تجھے ایک خاص ربط اور علاقہ قادیان اور اس کے اہالیان سے ہو گیا ہے چاہئے کہ تیری بہت سی ذریت مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان مین تعلیم پاتی نظر آوے تیرے بہت سے ممبر قادیان مین درس قرآن تحصیل کرتے نظر آوین تاکہ وہ پنجاب کے مختلف ظلمت کدون کو اس نور سے منور کرتے پھرین جیسے کہ تو اس برکت مین سبقت لے گئی ہے کہ خدا کا برگزیدہ ایک بڑے جلال کے ساتھ تیرا مہمان ہوا ویسے ہی اس کے ہر ایک کاروبار مین جو کہ خدا کے دین کی اشاعت کی خاطر اس نے جاری کر رکھے ہین تیرا نمبر سب سے بڑھا ہوا نظر آوے اور تیری آمدنی کا ایک کثیر حصہ قادیان کے لنگر خانہ۔ مساکین۔ کالج عمارات اور اشاعت دین کے اخراجات کا جزو ہو آمین ثم آمین۔ اور تیری نظیر کو دیکھکر ہر ایک مقام کی احمدی جماعت کو رشک پیدا ہو۔ اچھا اب ہم تجھ سے رخصت ہو کر اپنے آقا اور امام کے ساتھ لاہور چلتے ہین+

جہلم سے واپسی

۱۰ بجے کے بعد حضرۃ اقدس بنگلہ سے روانہ ہوئے ایک گروہ کثیر آپکی زیارت کے واسطے راستہ پر کھڑا تھا اور ساتھ بھی آرہا تھا ۱۱ بجے کے قریب سٹیشن پر پہنچکر آپ گاڑی مین سوار ہوئے لوگ اسیطرح ایک دوسرے پہ

ریلوے سٹیشن پر امرتسر کی احمدی جماعت نے حضرۃ اقدس اور تمام رفقائے سفر کو چا، کی مہمانی دی۔ فقط

بقیہ سفرنامہ جہلم

(سلسلہ کے لئے دیکھو البدر نمبر۲ جلد۲)

اس لئے لاہور کے اکثر احباب انتظام مہمانداری کیواسطے اسی رات ۱۱ بجے کی ٹرین میں لاہور چلے آئے ۔ اس کے بعد اول یہ تجویز ہوئی کہ صبح کو ۵ بجے کی ٹرین میں روانہ ہو دین مگر اس وقت کثرت انبوہ و مسافران اور تنگی وقت کے لحاظ سے یہ تجویز ملتوی رہی اور ۱۰ بجے کی ٹرین میں روانگی قرار پائی ۔

اگرچہ یہ آخری شب تھی اور صبح کو حضرت اقدس نے روانہ ہونا تھا مگر آج کی رات میں بھی بہت سے احباب مختلف بلاد سے تشریف لائے اور حضرت اقدس سے ملاقی ہوئے رات بہت گذر گئی تھی اس لئے خاص حاضرین کو بعض احباب نے کہا کہ اب آرام کریں اور سب اپنے اپنے بستر پر تشریف لے گئے ۔

مورخہ ۱۶ جنوری اور جہلم کی روانگی

حضرۃ اقدس نے صبح کو اٹھکر فجر کی نماز باجماعت ادا کی ۔ احباب سے کمرہ بھر گیا اور متفرق احباب کی آمد کا سلسلہ ابھی تک جاری تھا ابھی سورج مشکل سے باہر نکلا تھا کہ پھر درخواست گذری کہ معدود لوگ بیعت کرنا چاہتے ہیں آپنے فرمایا اچھا اور بیعت کا سلسلہ شروع ہوا آج بیعت کی یہ کثرت تھی کہ دو دو تین تین ہزار لوگ بیعت کرتے رہے اور یہانتک کہ ٹرین کا وقت قریب آگیا اکثر لوگ بیعت سے محروم رہ گئے ۔ ۹ بجے کچھ آدمیوں کی بیعت کی ہوگی کہ پھر درخواست گذری کہ عورتین کرو مین جمع ہین بیعت لی جاوے ۔ آپنے تشریف لے جاکر بیعت لی اور پھر اکر مردوں کی بیعت کا سلسلہ جاری رہا اس سلسلہ کثرت احباب نے کچھ مسائل و شبہات دور کرائے جو کہ مخالفین کے ساتھ بحث مباحثہ کے واسطے حل طلب تھے ۔

میان نظام الدین صاحب خیاط اور ایک دو اصحاب نے بہت عمدہ اور لطیف نظمین سنائین اس کے بعد کھانا تناول کیا گیا اور دس بجے کے بعد حضرت اقدس روانہ ہونے کو طیار ہی تھے کہ پھر عرض کی گئی کہ کچھ مستورات آئی ہین اور بیعت کرنا چاہتی ہین حضرت اقدس تشریف لے گئے اور آپنے ان کی بیعت لی ۔

روانگی سو کچھ پیشتر مقام لونگ سے ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ ایک دو آدمی تھے جو اس کے محافظ معلوم ہوتے تھے انہو نے اس کو پیش کر کے عرض کی کہ یہ عرصہ سے اسے حضور کا عشق ہے ہر وقت دیوانہ وار آپکا تذکرہ کرتی تھی اب سنا کہ آپ تشریف لائے ہین تو یہان زیارت کے واسطے دوڑی آئی ۔

ملان آن باشد کہ بند نشود

مین روانگی کے وقت ایک دو مولوی ایک رقعہ کسی مولوی کی طرف سے لیکر آئے کہ مین مسلہ حیات و وفات پر بحث کرنا چاہتا ہون ہر ایک صاحب عقل ان کی اس درخواست پر ہنسنے لگا اور کہا کہ یہ تو صریح شرارت ہے کہ جبکہ حضرۃ اقدس روانہ ہو رہے ہیں تو بحث کی سوجھی ۔ اور اس قدر جو تصنیفات وفات مسیح پر ہو چکی ہین ان مین کونسی بات رہ گئی ہو کہ پھر اب بحث باقی ہے ان کو کچھ جواب نہ دیا گیا اور مولوی صاحب کی جو آرزو تھی وہ بر آئی کہ میرا صاحب بحث کو کرنی نہین اور اگر کرنی بھی ہو تو اب روانگی کا وقت ہو کہ بہر حال مجھ عوام الناس سادہ لوح کو دھوکا دینے کا موقع ملیگا کہ مین نے بحث کیواسطے بلایا تھا مقابلہ پر نہ آئے ۔ بس اب ان مولویون کے پاس یہی مکر و فریب کی چالین ہی رہ گئی ہے ۔

جہلم کی جماعت کی خوش نصیبی

اس موقعہ پر یہ بڑی بے انصافی ہوگی کہ اگر ہم اس بات کا ذکر نہ کریں کہ احمدی جماعت جہلم نے اپنے آقا اور امام اور اسکے رفقائے سفر کی کس طرح سے تعظیم و تکریم کی اور حق خدمت ادا کیا ۔

دراصل یہ مقدمہ کیا تھا یہ تو جہلم کی بیداری بختی تھی کہ اس بہانہ سے حضرۃ احمد مرسل یزدانی ان کو مہمان ہوکر یہ ساعات ایک عمر کی مہمانی تھی اور ہر ایک کو یہ موقع ساری عمر میں نصیب ہو سکتا ہے جب تک خدا تعالیٰ کا خاص فضل نہ ہو ۔ خدا کی مامور کوئی معمولی انسان نہیں ہوتے ہیں یہ لوگ بن خدا کے بلائے نہیں بولتے اور بن اس کے چلائے نہیں چلتے اور اگر ایک طرف سونے اور چاندی کا ڈھیر لگا دیا جاوے اور ان سے کہا جاوے کہ یہ سب آپکو ملیگا آپ ایک دفعہ تشریف لاوین تو یہ لوگ اوس پر تھوکتے تک نہیں ہیں اور اگر خدا تعالیٰ حکم دیوے کہ تم فلان فقیر کی جھونپڑی مین خود چلکر جاؤ تو پاپیادہ بھاگ جانے مین انکو عار نہیں ہے ۔ غرضیکہ اس مقدمہ کی تقریب کا جہلم مین پیدا ہونا جہلم کی جماعت کو لوٹو خزانہ خالی تھی اور انہی اس خوبی طالع پر جس قدر جماعت ناز کرے سو حق پہنچتا ہے اور دیکھا گیا ہے کہ جیسا یہ مبارک موقعہ ان کو نصیب ہوا ویسی انہوں نے اس کی قدر بھی کی باوجودیکہ بعض اوقات ایک ہزار کے قریب بھی مہمان دستر خوان پر ہوتے ہین گران کی مہمان نوازی بڑی فراخ حوصلگی اور کشادہ دلی سے کی گئی ہے جہلم کے قیام مین چار وقت ضیافت دینے کا ان کو موقع ملا اور ہر ایک موقع کو نہایت خوش اسلوبی سے نبھایا ۔

جہلم کی جماعت کے ممبر مثل فرشتون کے اپنی اپنی خدمات پر مامور تھے مورخہ ۱۶ جنوری کو ریل سے اوتر کر جس خدمت پر جو ممبر مامور دیکھا گیا ہے روانگی کے وقت تک وہ اسیطرح اپنی اوس خدمت کو بجا لاتا دیکھا گیا ہے اور ہم نے نہین دیکھا کہ ۱۶ جنوری کی ظہر سے لیکر ۱۷ جنوری کی شام تک کسی کی آنکھ بھی لگی ہو ۔ اس سعادت کے حاصل کرنے مین ان لوگون نے ایک ایسا عجیب نمونہ انصاریت کا بھی دکھایا ہے ہماری ناظرین کو یاد ہوگا کہ البدر جلد ۱ صفحہ ۵۰ پر ایک صاحب میان غلام رسول حجام امرتسری کی طرف احمدی جماعت کی توجہ دلائی گئی تھی کہ اون کے امرتسر کے حجامون نے اسی لئے ان کو اب شادی غمی کی تقریب پر بلانے سے منع کر دیا ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود کے مرید ہین اور ان کی معاش اپر بہت تنگی ہو گئی ہے اس لئے احمدی احباب شادی وغیرہ کی تقریبون پر مجلسون کے کھانا وغیرہ پکوانے کی غرض سے ان کو بلا لیا کرین کہ ان کے گذارہ کی ایک صورت پیدا ہو جاوے اور اس بات کی اشاعت حضرت اقدس کے ارشاد سے کی گئی تھی چنانچہ اب اس مبارک اور عظیم الشان تقریب پر جہلم کی جماعت نے میان غلام رسول صاحب کو بلایا تھا اور باوجودیکہ ان لوگون کے اپنے ہاں بھی جہلم مین حجام تھے مگر پھر بھی انہوں نے میان غلام رسول صاحب کو ہی ترجیح دیکر انصاریت کے ثواب سے حصہ لیا ۔

اے جہلم کی احمدی جماعت تجھے ہمارا ربط فیضے مبارک ہو نہ ہے تیرے نصیب کہ تجھے یہ مبارک وقت ہاتھ آیا کہ اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ اور پیارا احمد مرسل حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام تیرا مہمان ہوا ۔ تجھے چاہئے کہ اس مبارک موقعہ کی بہت قدر کرے اور تجھ مین سے ایسے افراد پیدا ہوں کہ جو اس امام پاک کے کامل متبع اور اوکی پاک تعلیمات کے ایک مجسم نمونہ بنکر اس پاک مشن کی اشاعت دنیا مین کرتے پہرین ۔ اے جہلم کی احمدی جماعت اب تجھے ایک خاص ربط اور علاقہ قادیان اور اس کے اہالیان سے ہوگیا ہے چاہئے کہ تیری بہت سی ذریت مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان مین تعلیم پاتی نظر آوے تیرے بہت سے ممبر قادیان مین درس قرآن تحصیل کرتے نظر آوین تاکہ وہ پنجاب کے مختلف ظلمت کدون کو اس نور سے منور کرتے پہرین جیسے کہ تو اس برکت مین سبقت لے گئی ہے کہ خدا کا برگزیدہ ایک بڑے جلال کے ساتھ تیرا مہمان ہوا ویسے ہی اس کے ہر ایک کاروبار مین جو کہ خدا کے دین کی اشاعت کی خاطر اس نے جاری کر رکھے ہین تیرا ممبر سب سے بڑھا ہوا نظر آوے اور تیرا کلا مدنی کا ایک کثیر حصہ قادیان کے لنگر خانہ ۔ مساکین ۔ کالج عمارات اور اشاعت دین کے اخراجات کا جزو ہو آمین ثم آمین ۔ اور تیری نظیر کو دیکھکر ہر ایک مقام کی احمدی جماعت کو رشک پیدا ہو ۔ اچھا اب ہم تجھ سے رخصت ہو کر اپنے آقا اور امام کے ساتھ لاہور چلتے ہین +

جہلم سے واپسی

۱۰ بجے کے بعد حضرۃ اقدس بنگلہ سے روانہ ہوئے ایک گروہ کثیر آپکی زیارت کے واسطے راستہ پر کھڑا تھا اور ساتھ بھی آرہا تھا ۱۱ بجے کے قریب سٹیشن پر پہنچکر آپ گاڑی مین سوار ہوئے لوگ اسیطرح ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے کہ آپ کا چہرہ مبارک دیکھین انتہ مین گاڑی سیٹی دیکر روانہ ہوئی ہر ایک سٹیشن پر جس جس جگہ یہ علم ہو گیا تھا کہ آپ گاڑی مین آرہے ہین ایک ہجوم ناظرین کا موجود تھا ۔ مریدکے اور کاموکے سٹیشن کے مابین آپکو الہام ہوا جو کہ قبل ازین شائع ہو چکا ۔ (الاہور مین نزول)

عصر کے بعد لاہور پہونچے ۔ لاہور کی احمدی جماعت استقبال کیواسطے سٹیشن پر کھڑی تھی اس کے علاوہ اور بہت سے لوگ سٹیشن کے اور کچھ دوسری ٹرینوں کے مسافر موجود تھے سٹیشن سے باہر حضرۃ گاڑی پر سوار ہو کر میان چراغ دین صاحب کے اسی مکان پر تشریف فرما ہوئے جہان پہلی دفعہ آپنے آرام کیا تھا آپ کی ملاقات کے واسطے چند ایک افغان بھی تشریف لائے ہوئے تھے اپنی اغراض اور مقاصد پر آپنے وہان ایک تقریر فارسی زبان مین فرمائی ۔ بہامیر کی اصحاب بھی تشریف لائے ہوئے تھے اور بہت سے اشخاص نے آپکو دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا ۔ مغرب اور عشا کی نمازین یہان عشا کے وقت جمع کر کے ادا کی گئین ۔ اگرچہ حضور پرنور کی طبیعت بہت علیل تھی مگر تاہم ۱۰ بجے کے بعد تک بیٹھے رہے اور آپنے جان نثار احباب سے گفتگو وغیرہ کرتے رہے ۔ اس کے بعد آپنے آرام کیا

(لاہور سے روانہ ہوکر قادیان پہنچنا)

فجر کو اوٹھکر نماز باجماعت ادا کر کے حضرۃ اقدس سٹیشن پر تشریف لائے لاہور سے لیکر بٹالہ اور پھر قادیان تک خاکسار ایڈیٹر ہمراہ تھا اور ایک ضروری کام کیواسطے لاہور ٹھہر گیا تھا اس لئے اس حصہ سفر کے حالات مفصل نہین قلمبند ہو سکے سنا گیا ہے کہ امرتسر ریلوے سٹیشن پر امرتسر کی احمدی جماعت نے حضرۃ اقدس اور تمام رفقائے سفر کو چا، کی مہمانی دی ۔ فقط

درس قرآن مجید

گذشتہ اشاعت کے آگے

متقی کی چوتھی علامت

والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون

اور وہ لوگ جو اس (کلام الٰہی) اور تمام اس وحی کے ساتھ ایمان لاتے ہیں جو تیری طرف نازل ہوا (اور یہ امر اسپر واضح ہو نیسے کہ خدا کی صفت تکلم ہمیشہ سے ہے) تجھ سے پہلے جو (کلام الٰہی) نازل ہوئی اس کو بھی مانتے ہیں (اور اس صفت تکلم کو صرف تجھ تک ہی محدود نہیں کرتے) اور پیچھے آنیوالی (کلام الٰہی) پر بھی یقین رکھتے ہیں

ان آیات میں اللہ تعالیٰ بتلاتا ہے کہ متقی کی صفت ایک یہ بھی ہو کہ مکالمہ الٰہی پر اس کا ایمان ہوتا ہو اور وہ خدا کو کسی زمانہ - ماضی حال اور مستقبل میں گونگا نہیں مانتا -

خدا تعالیٰ کے اس صفت تکلم کا ذکر ایمان - اقام الصلوٰۃ اور انفاق رزق کے بعد اس لئے ضروری ہو کہ ان اعمال کا یہ تقاضا عملی طور پر ایک متقی کیواسطے ہوتا چاہئے کہ آیا اس کی محنت خداشناسی کا کوئی راستہ اس کے واسطے صاف کر رہی ہے کہ نہیں اور جس راہ پر میں نے قدم مارا ہے کیا اس پر دوسرے بھی قدم مار کر تسلی یافتہ ہوئے ہیں کہ نہیں تو اس کو یہ نظیر زمانہ ماضی - حال میں ملتی ہے جس سے آئندہ کے لئے اُسے یقینی حالت پیدا ہو جاتی ہے -

خدا تعالیٰ کے صفت تکلم کے بارے میں انسانوں کے ۳ گروہ ہیں

(۱) وہ تو سرے سے انکار کرتے ہیں اور خدا کو گونگا مان بیٹھے ہیں

(۲) وہ جنکا یہ اعتقاد ہو کہ ازمنہ گذشتہ میں خدا ایک حد تک بول چکا مگر آئندہ وہ لوگوں سے یا کسی سے بولتا نہیں -

(۳) جنکا یہ اعتقاد ہے کہ خدا تعالیٰ ہر زمانہ میں کلام کرتا ہے تیسری قسم کے لوگ ہی ہمیشہ بامراد اور کامیاب ہوتے رہے ہیں اور ہر ایک مومن کی یہی صفت ہونی چاہئے اور یہی اعتقاد ہے جو کہ اعلیٰ اعلیٰ مراتب اور درجات حاصل کرواتا ہے اس کے مخالف جس قدر عقیدہ ہیں وہ اللہ تعالیٰ کو ایک کامل ہستی نہیں مانتے بلکہ ان کا اللہ ناقص خدا ہو - ان کا مذہب ناقص مذہب ہے! یہ شرف بڑا اور زندہ مذہب ہونیکا صرف اسلام ہی کو حاصل ہے اور چونکہ متکلم ازل سے ایک ہی ذات پاک ہے اس لئے یہ بھی ضروری ہو کہ اصولاً ہر ایک زمانہ کے الہام کی تعلیم ایک ہی ہو اور ہر زمانہ کے الہامات ایک دوسرے کے مؤید اور مصدق ہوں -

مکالمہ الٰہی کے ذکر کا اس مقام پر یہ فائدہ بھی ہے کہ انسان کو حرص پیدا ہوتی رہے کہ خدا مجھ سے بھی کلام کرے اور اپنے اعمال کو سنوار کر ادا کرے جیسے ایک شخص کو سخی دیکھکر اس کے پاس سوالی جمع ہو جاتے ہیں کہ ان کو بھی ملے اور جن اعمال سے یہ شرف مکالمہ کا حاصل ہو سکتا ہے ان کو اول بیان فرما دیا ہے کہ وہ سب اعمال ما انزل الیک کے مطابق ہوں

کلام الٰہی کے نزول اور اس کی ضرورت پر ہمیں بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے براہین احمدیہ سے اس کا عقدہ پورے طور پر حل ہوتا ہے ما انزل الیک کو ما انزل من قبلک پر اس لئے مقدم رکھا ہے کہ سب سے مقدم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے یعنی وہ ما انزل من قبلک جسکو ما انزل الیک تصدیق کرتا ہے یہ نہیں کہ جو رطب یابس اور ترجمہ در ترجمہ یا دریون وغیرہ کے اپنے خیالات صحف سابقہ میں ملے ہوئے ہیں ان کو بھی ما انزل من قبلک میں شمار کر لیا جاوے بلکہ سابقہ اور آئندہ کیلئے معیار ما انزل الیک ہے اور اسی لئے بالاخرۃ ھم یوقنون سے بھی یہ مقدم ہے -

بالاخرۃ کے ساتھ ما انزل کا کلمہ استعمال نہیں کیا ہے کیونکہ آئندہ مکالمہ الٰہی کا جس قدر سلسلہ ہو گا وہ آنحضرت صلعم کی طفیل ہو گا اور ما انزل الیک سے اس کا وجود الگ نہ ہو گا اور چونکہ اس کے ذریعہ سے ما انزل الیک پر ایک کامل یقین حاصل ہوتا جاویگا اس لئے آخرۃ کے ساتھ یوقنون کا لفظ رکھا ہے -

اس کا اطلاق خود نبی کریم صلعم کے زمانہ میں خود آنحضرت صلعم کی ذات پر اس طرح ہوا کہ الم سورۃ کے بعد اور بھی حصہ قرآن کریم کا آپ پر نازل ہوا اور صحابہ اس کو .... مانکر گویا اس آیت پر عامل ہو گئے +

اخرۃ اس کے معنے پیچھے آنیوالی بات کے کئے ہیں کلام الٰہی پر گفتگو کرتے ہوئے دکھایا ہے کہ آئندہ مکالمہ الٰہیہ کیطرف اشارہ ہے اب اعمال کے لحاظ سے دیکھا جاوے تو ہر ایک عمل کے بعد جو ایک نتیجہ اس کا ہے اس پر یقین کا ہونا ضروری ہو کیونکہ جب تک انسان کے دل میں یقینی طور پر یہ بات نہ بیٹھ جاوے کہ میرا ہر ایک عمل خواہ اس کا تعلق صرف قلب سے ہے یا اس میں اعضاء بھی شامل ہیں ضرور ایک نتیجہ نیک یا بد پیدا کریگا اور میری اس عملی تخم ریزی پر ثمرات مرتب ہوں گے تب تک گناہ سے رہائی ہرگز ممکن ہی نہیں ہے اور بجز اس علاج کے اور کوئی علاج گناہ کا نہیں (دیکھو البدر جلد ا صفحہ ۷۹) جب کوئی آگ کو جلانیوالی جانتا ہے تو اس میں ہاتھ نہیں ڈالتا - بچہ اسی وقت تک انگار کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے جب تک اس کے دل میں یہ نہیں بیٹھا ہوا ہوتا کہ یہ جلا دیوے گی - لیکن جب یہ علم اُسے ہو جاتا ہو تو پھر ہرگز ہاتھ نہیں بڑھاتا غرضیکہ گناہ کا صدور اسی وقت تک ہے جب تک یقینی علم گناہ کے بد نتائج پر نہیں ہے جس قدر حرام خوریاں اور فسق و فجور ہوتے ہیں اگر انسان ایک قلب سلیم لیکر اپنے محلہ میں یا متعارفین میں ایسے بدکاروں کے آخرت یعنی نتائج دیکھے تو اسے پتہ لگے گا کہ یہ آخرت کا مسئلہ بالکل ٹھیک ہی غفلت اور گناہ ایک ایسی شے ہے کہ بلا اثر کئے کے ہرگز نہیں رہ سکتا مثلاً اگر غلطی سے ہی کانٹا لگ جاوے تو کیا اس کا دکھ نہ ہو گا یا زہر کھائی جاوے تو کیا ہلاکت کا باعث نہ ہو گی اسی لئے خدا تعالیٰ نے بدکاروں کے انجام اپنی کتاب میں لکھدئے ہیں کہ عبرت ہو اور اسی لئے پہلی باتوں کیساتھ تو لفظ ایمان کا رکھا ہے مگر آخرۃ کے ساتھ یقین کا۔

اور جب متقی کے اعمال ما انزل الیک کے موافق اپنے اپنے محل اور موقعہ پر ہوں گے تو اس کی آخرۃ یہ ہوگی کہ مرتبہ یقین کا اُسے حاصل ہو گا (باقی آئندہ)

الہام ۲ فروری کو سیر میں حضرت اقدس نے یہ الہامات سنائے جو کہ اُس رات کو ہوئے سنخبرک سنعلیک + انی معک ومع اہلک -

ساکرمک اکراما عجبا - سمع الدعا - انی مع الافواج اتیک بغتۃ - دعاءک مستجاب انی مع الرسول اقوم واصلی واصوم + واعطیک ما یدوم

الہام

مورخہ ۳ فروری ۱۹۰۳ء

کو سیر میں حضرۃ اقدس نے یہ الہام سنائے

اصلی و اصوم - اسھر وانام + واجعل لک انوار القدوم + واعطیک ما یدوم اس کا ایک اور فقرہ ان اللہ مع الذین اتقوا مورخہ ۴ فروری کی سیر میں آپنے یاد آنے پر تبلایا -

الہام

مورخہ ۴ فروری ۱۹۰۳ء

کو آپنے سیر میں فرمایا رات کو یہ الہام ہوا ہے

ذالک بما عصوا وکانوا یعتدون

درس قرآن مجید

گذشتہ اشاعت کے آگے

متقی کی چوتھی علامت

والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاخرۃ ھم یوقنون

اور وہ لوگ جو اوس (کلام الٰہی) اور تمام اس وحی کے (تمام) ایمان لاتے ہیں جو تیری طرف نازل ہوا (اور یہ امر اسپر واضح ہو ئیہے کہ خدا کی صفت تکلم ہمیشہ سے ہے) تجھ سے پہلے جو (کلام الٰہی) نازل ہوئی اُس کو بھی مانتے ہیں (اور اس صفت تکلم کو صرف تجھہ تک بھی محدود نہین کرتی) اور پیچھے آنیوالی (کلام الٰہی) پر بھی یقین رکھتے ہیں ان آیات مین اللہ تعالیٰ بتلاتا ہے کہ متقی کی صفت ایک یہ بھی ہو کہ مکالمہ الٰہی پر اس کا ایمان ہوتا ہو اور وہ خدا کو کسی زمانہ - ماضی حال اور مستقبل مین گونگا نہین مانتا -

خدا تعالیٰ کے اس صفت تکلم کا ذکر ایمان - اقام الصلوٰۃ اور انفاق رزق کے بعد اس لیئے ضروری ہو کہ ان اعمال کا یہ تقاضا عملی طور پر ایک متقی کیواسطے ہونا چاہئے گر آیا اس کی محنت خدا شناسی کا کوئی راستہ اس کے واسطے صاف کر رہی ہے کہ نہین اور جس راہ پر مین نے قدم مارا ہے کیا اوس پر دوسرے بھی قدم مار کر تسلی یافتہ ہوئے ہین کہ نہین تو اس کو یہ نظیر زمانہ ماضی - حال مین ملتی ہے جس سے آئندہ کے لیئے اُسے یقینی حالت پیدا ہو جاتی ہے -

خدا تعالیٰ کی صفت تکلم کے بارے مین انسانون کے ۳ گروہ ہین

(۱) وہ تو سرے سے انکار کرتے ہین اور خدا کو گونگا مان بیٹھے ہین

(۲) وہ جنکا یہ اعتقاد ہو کہ ازمنہ گذشتہ مین خدا ایک حد تک بول چکا مگر آئندہ وہ لوگون سے یا کسی سے بولتا نہین -

(۳) جنکا یہ اعتقاد ہے کہ خدا تعالیٰ ہر زمانہ مین کلام کرتا ہے تیسری قسم کے لوگ ہی ہمیشہ بامراد اور کامیاب ہوتے رہے ہین اور ہر ایک مومن کی یہی صفت ہونی چاہئے اور یہی اعتقاد ہے جو کہ اعلیٰ اعلیٰ مراتب اور درجات حاصل کرواتا ہے اس کے مخالف جس قدر عقیدہ ہین وہ اللہ تعالیٰ کو ایک کامل ہستی نہیں مانتے بلکہ اون کا اللہ ناقص خدا ہو - ان کا مذہب ناقص مذہب ہے؛ یہ شرف سچا اور زندہ مذہب ہونیکا صرف اسلام ہی کو حاصل ہے اور چونکہ متکلم ازل سے ایک ہی ذات پاک ہو اس لیئے یہ بھی ضروری ہو کہ اصول ہر ایک زمانہ کے الہام کی تعلیم ایک ہی ہو اور ہر زمانہ کے الہامات ایک دوسرے کے مؤید اور مصدق ہون -

مکالمہ الٰہی کے ذکر کا اس مقام پر یہ فائدہ بھی ہے کہ انسان کو حرص پیدا ہوتی ہے کہ خدا مجھ سے بھی کلام کرے اور اپنے اعمال کو سنوار کر ادا کرے جیسے ایک شخص کو سخی دیکھکر اس کے پاس سوالی جمع ہو جاتے ہین کہ ان کو بھی ملے اور جن اعمال سے یہ شرف مکالمہ کا حاصل ہو سکتا ہے ان کو اول بیان فرما دیا ہے کہ وہ سب اعمال ما انزل الیک کے مطابق ہون

کلام الٰہی کے نزول اور اس کی ضرورت پر ہمین ریمارک دینے کی ضرورت نہین ہے براہین احمدیہ سے اس کا عقدہ پورے طور پر حل ہوتا ہے ما انزل الیک کو ما انزل من قبلک پر اس لیئے مقدم رکھا ہے کہ سب سے مقدم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے یعنی وہ ما انزل من قبلک جسکو ما انزل الیک تصدیق کرتا ہے یہ نہین کہ جو بائبل یا ہیں اور ترجمہ در ترجمہ در ترجمہ یا ویدون وغیرہ کے اپنے خیالات صحف سابقہ مین ملے ہوئے ہین ان کو بھی ما انزل من قبلک مین شمار کر لیا جاوے بلکہ سابقہ اور آئندہ سب کا معیار ما انزل الیک ہے اور اسی لیئے بالاخرۃ ھم یوقنون سے بھی یہ مقدم ہے -

بالاخرۃ کے ساتھ ما انزل کا کلمہ استعمال نہین کیا ہے کیونکہ آئندہ مکالمہ الٰہی کا جس قدر سلسلہ ہوگا وہ آنحضرت صلعم کی طفیل ہوگا اور ما انزل الیک سے اس کا وجود الگ نہ ہوگا اور چونکہ اس کے ذریعہ سے ما انزل الیک پر ایک کامل یقین حاصل ہوتا جاویگا اس لیئے آخرۃ کے ساتھ یوقنون کا لفظ رکھا ہے -

اس کا اطلاق خود نبی کریم صلعم کے زمانہ مین خود آنحضرت صلعم کی ذات پر اس طرح ہوا کہ اس سورۃ کے بعد اور بھی حصہ قرآن کریم کا آپ پر نازل ہوا اور صحابہ اس کو مانکر گویا اس آیت پر عامل ہو گئے +

آخرۃ اس کے معنے پیچھے آنیوالی بات کے کئے ہین کلام الٰہی پر گفتگو کرتے ہوئے دکھایا ہے کہ آئندہ مکالمہ الٰہیہ کیطرف اشارہ ہے اب اعمال کے لحاظ سے دیکھا جاوے تو ہر ایک عمل کے بعد جو ایک نتیجہ اوس کا ہے اس پر یقین کا ہونا ضروری ہو کیونکہ جب تک انسان کے دل مین یقینی طور پر یہ بات نہ بیٹھ جاوے کہ میرا ہر ایک عمل خواہ اس کا تعلق صرف قلب سے ہے یا اوس مین اعضاء بھی شامل ہین ضرور ایک نتیجہ نیک یا بد پیدا کریگا اور میری اس عملی تخم ریزی پر ثمرات مرتب ہون گے تب تک گناہ سے رہائی ہرگز ممکن ہی نہین ہے اور بجز اس علاج کے اور کوئی علاج گناہ کا نہین (دیکھو البدر جلد ۱ صفحہ ۷۹) جب کوئی آگ کو جلانیوالی جانتا ہے تو اس مین ہاتھ نہین ڈالتا - بچہ اسی وقت تک انگار کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے جب تک اس کے دل مین یہ نہین بیٹھا ہوا ہوتا کہ یہ جلا دیوے گی - لیکن جب یہ علم اُسے ہو جاتا ہو تو پھر ہرگز ہاتھ نہیں بڑھاتا غرضیکہ گناہ کا صدور اس وقت تک ہے جب تک یقینی علم گناہ کے بد نتائج پر نہین ہے جس قدر حرام خوریاں اور فسق و فجور ہوتے ہین اگر انسان نیک قلب سلیم لیکر اپنے اپنے محلہ مین یا متعارف مین ایسے بدکارون کے آخرت یعنی نتائج دیکھے تو اسے پتہ لگے گا کہ یہ آخرت کا مسئلہ بالکل ٹھیک ہی غفلت اور گناہ ایک ایسی شے ہے کہ بلا اثر کئے کے ہرگز نہین رہ سکتا مثلاً اگر غلطی سے ہی کا ٹانگ جا وے تو کیا اس کا دکھ نہ ہوگا یا زہر کھائی جاوے تو کیا ہلاکت کا باعث نہ ہو گی اسی لیئے خدا تعالیٰ نے بدکارون کے انجام اپنی کتاب مین لکھدیئے ہین کہ عبرت ہو اور اسی لیئے پہلی باتون کیساتھ تو لفظ ایمان کا رکھا ہے مگر آخرۃ کے ساتھ یقین کا -

اور جب متقی کے اعمال ما انزل الیک کے موافق اپنے اپنے محل اور موقعہ پر ہون گے تو اس کی آخرۃ یہ ہوگی کہ مرتبہ یقین کا اُسے حاصل ہوگا (باقی آئندہ)

الہام - ۲ فروری کو سیر مین حضرت اقدس نے یہ الہامات سنائے جو کہ اکتوبرات کو ہوئے سننجیک سنعلیک + انی معک ومع اھلک - سأکرمک اکراماً عجباً - سمع الدعا - انی مع الافواج آتیک بغتۃ - دعاءک مستجاب انی مع الرسول اقوم واصلی واصوم + و اعطیک ما یدوم

الہام

مورخہ ۳ فروری سنہ ۱۹۰۳

کو سیر مین حضرۃ اقدس نے یہ الہام سنائے

اصلی واصوم - اسھر وانام + واجعل لک انوار القدوم + و اعطیک ما یدوم اس کا ایک اور فقرہ ان اللہ مع الذین اتقوا مورخہ ۴ فروری کا سیر مین آپنے یاد آنے پر بتلایا -

الہام

مورخہ ۴ فروری سنہ ۱۹۰۳ء

کو آپنے سیر مین فرمایا رات کو یہ الہام ہوا ہے

ذالک بما عصوا وکانوا یعتدون

تازہ حالات

مورخہ ۳۰ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء کو بوقت عصر حضرت اقدس نے یہ الہام سنایا

الہام

ان اللہ مع عبادہ یواسیک

یعنی خدا اپنے بندون کے ساتھ ہے وہ تیری غمخواری کریگا اور اسی تاریخکو آپنے دو رویا دیکھیں۔

رویاء نمبر (۱)

دیکھتا ہون کہ زارِ روس کا سونٹا میرے ہاتھ مین ہے اور ایسا عجیب سیاہ رنگکا ہے جسطرح انگریزی کارخانون مین روغنی چیزین بہت عمدہ اور نفیس بناکرتی ہین اور یہ حصّہ اوس کالوہے کاہے اس سونٹے مین ایک یا دو نالی بندوق کی بھی ہین لیکن اس ترکیب سے بنی ہوئی ہین کہ سونٹے مین مخفی ہین اور جب چاہو تو ان سے کام بھی لے سکتے ہین۔

رویاء نمبر (۲)

بوعلی سینا کے وقت ایک بادشاہ بنام خوارزم شاہ تھا جو کہ اپنی عدل کے واسطے مشہور ہے مین نے دیکھا کہ اس کی تیر کمان میرے ہاتھ مین ہے اور اس بادشاہ اور بوعلی سینا کو بھی اپنے پاس کھڑا ہوا دیکھتا ہون اور مین نے اس تیر سے ایک شیر کو ہلاک کردیا ہے +

الہام

۳۱ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء کو عشا سے قبل حضرت اقدس نے یہ الہام سنایا

لا یموت احد من رجالکم اور فرمایا کہ اس کے حقیقی معنی کہ تمہارے رجال مین کوئی نہ مریگا تو ہو نہین سکتے کیونکہ موت تو انبیاء تک کو آتی ہے اور نہ قیامت تک کسی نے زندہ رہنا ہے مگر اس کے مفہوم کا پتہ نہین ہے شاید کوئی اور معنے ہون +

حضرۃ اقدس نے کتاب مواہب الرحمن کی ۲۰ جلد ملک مصر مین برائے تبلیغ بھیجنے کا ارادہ فرمایا ہے۔

یکم فروری کو آپنے فرمایا کہ یہ وقت جماعت کے امتحان کا ہے دیکھین کون ساتھ دیتا ہے اور کون پہلو تہی کرتا ہے۔ اس لئے ہمارے بھائیون کو استقامت کی بہت دعا کرنی چاہیئے اور انفاق فی سبیل اللہ کے لئے وسیع حوصلہ ہوکر مال و زر سے ہر طرح سے امداد کے لئے طیار رہنا چاہیئے ایسے ہی وقت ترقی درجات کے ہوتے ہین ان کو ہاتھ سے نہ گنوانا چاہیئے۔

یکم فروری کو ایک دوسرا الہام آپنے اس کے متعلق سنایا۔ **بلیۃ مالیہ** یعنی مالی ابتلاء۔

رویا

۲ فروری سنہ ۱۹۰۶ء کو حضرت احمد مرسل یزدانی علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک رویا ظہر کیوقت سنائی وہ یہ ہے۔ کہ مین نے میرزا خدا بخش صاحب کو دیکھا ہے کہ ان کے کرتے کے ایک دامن پر لہو کے داغ ہین پھر اور داغ ان کے گریبان کے نزدیک بھی دیکھے ہین مین اس وقت کہتا ہون کہ یہ ویسے ہی نشان ہین جیسے کہ عبداللہ سنوری صاحب کو جو کرتہ دیا گیا ہے اوس پر تھے +

منظوم الکلام الفصیح فی تعلیم المسیح

رسائی نہ پاؤ گے دربار رب تک
عیان ہو نہان مین نہ ہو ایک جبتک
بڑے ہو کے چھوٹون پہ رحمت دکھاؤ
نہ ان کو کبھی چشم حقارت دکھاؤ
جو عالم ہے نادانون کو حکمت سکھائے
اکڑ بات ہو کر نہ ذلت پہ آئے
غریبون پہ ہرگز نہ ہو خود نمائی
امیرون کی ہے بس یہی پارسائی
غریبون کی خدمت کا ہے بس یہی گُر
نہ ہو خود پسندی سے اون پر تکبر
غریبون کی خدمت مین ہو مال اون کا
اسی راہ مین سر ہو پامال اون کا
ہلاکت کی راہون سے دور رہو تم
خدا سے بہت خوف کرتے رہو تم
مطہر گناہون سے سارا بدن ہو
کہ تقوی کی تشریف ہی زیب تن ہو
پرستار نے خلق کو دل سے چھوڑ دو
ہر اک کعبۂ غیر سے منہ کو موڑ دو
خدا کے ہی ہو جاؤ تم سب سے کٹ کر
ملو اپنے مولا کو دنیا سے چھٹ کر
اوسی کے لئے زندگانی بسر ہو
اسی کے لئے دست و پا اور سر ہو
خدا پاک ہے پاک ہوکر رہو تم
پلیدی گناہون کی دھو کر رہو تم
شہادت ہر اک ہیچ دستہ اٹھے تم پر
کہ بیٹھے ہو تقوے کے تختے مین شب بر
ہر اک شام و پگاہ منہ پر گواہی
کہ دُور سے عشاق کے یہ زردی ہے چھائی

(باقی آئندہ)

مبائعین کے نام

نام	مقام	ڈاکخانہ	علاقہ
بڈھا صاحب ولد سندھی	نوانشہر	ترکھانان	گورداسپور
امام الدین صاحب ولد عیدا	//	//	//
فضلدین صاحب ولد ہیرا	//	//	//
مہر کھیون صاحب ولد حکم دین	//	//	//
اللہ دتا صاحب ولد اللہ محمد	//	//	//
نور محمد صاحب ولد الٰہی بخش	//	//	//
جانی صاحب ولد نور محمد	//	//	//
بھاگا صاحب ولد نور محمد	//	//	//
سلیمان ولد عمر	میانوالی	پھلور	جالندھر
اہلیہ میاں سلیمان و چار دختر و پسر	//	//	//
میاں جیوا صاحب	//	//	//
میاں عمرا صاحب	//	//	//
مسماۃ روڑی	//	//	//
عنایت علی صاحب	//	//	//
برکت علی صاحب	//	//	//
مسماۃ رحمتے صاحبہ	//	//	//
مسماۃ برکتے صاحبہ	//	//	//
سلطان خان صاحب کاپی ہولڈر ملازم گورنمنٹ سنٹرل پریس کوہ شملہ اصل متوطن شہر جالندھر			
مولوی محمد یوسف صاحب	چکناہ	ہزارہ	مانسہرہ
احمد دین صاحب	پیرکوٹ	گوجرانوالہ	حافظ آباد
محمد دین صاحب	//	//	//
امام الدین صاحب	//	//	//
فیروز الدین صاحب	//	//	//
مسماۃ مہتاب بی بی صاحبہ	قلعہ دیدار سنگھ		گوجرانوالہ
مسماۃ برکت بی بی حال وارد			
کریم امام شیخ جالندھر تحصیل نوانشہر	چوگتا	جالندھر	
میاں اکبر علی صاحب امام مسجد	دانہ منڈیکا	//	
میاں نور دین صاحب	ٹیپکا	//	
میاں عبدالقادر صاحب ملازم پولیس سلطہ شمس آباد ضلع حیدر آباد دکن محلہ الادہ متصل توالہ شاہ قادری			
میاں فقیر احمد صاحب	امروہہ	پرانی سرائے	
حکیم دین صاحب	فتح گڑھ	لاہور	
منظور احمد صاحب	شاہپور	ریاست پٹیالہ	
فیروز الدین صاحب	قادیان		
محمد دین صاحب	پسرور		

اس سے شرف بیعت کا موقعہ حاصل ہوگا گذشتہ سفر مین ۵۶۵ بیعت کنندگان کے نام چھپ چکے ہین +

(مطبع الصدیق قادیان دارالامان مین شیخ فیض علی صابر احمدی مالک مطبع کے اہتمام سے شائع ہوا)

تازہ حالات

مورخہ ۳۰ جنوری ۱۹۰۴ء کو بوقت عصر حضرت اقدس نے یہ الہام سنایا

الہام

ان اللہ مع عبادہ یواسیک

یعنی خدا اپنے بندون کے ساتھ ہے وہ تیری غمخواری کریگا اور اسی تاریخکو آپنے دو رویا دیکھیں۔

رویاء نمبر (۱)

دیکھتا ہون کہ زار روس کا سونٹا میرے ہاتھ مین ہے اور ایسا عجیب سیاہ رنگ کا ہے جسطرح انگریزی کارخانون مین روغنی چیزین بہت عمدہ اور نفیس بناکرتی ہین اور یہ حصہ اوس کا لوہے کا ہے اس سونٹے مین ایک یا دونالی بندوق کی بھی ہین لیکن اس ترکیب سے بنی ہوئی ہین کہ سونٹے مین مخفی ہین اور جب چاہو تو ان سے کام بھی لے سکتے ہین۔

رویاء نمبر (۲)

بوعلی سینا کے وقت ایک بادشاہ بنام خوارزم شاہ تھا جو کہ اپنے عدل کے واسطے مشہور ہے مین نے دیکھا کہ اس کی تیر کمان میرے ہاتھ مین ہے اور اس بادشاہ اور بوعلی سیناکو بھی اپنے پاس کھڑا ہوا دیکھتا ہون اور مین نے اس تیر سے ایک شیر کو ہلاک کر دیا ہے +

الہام

۳۱ جنوری ۱۹۰۴ء کو عشا سے قبل حضرت اقدس نے یہ الہام سنایا

لا یموت احد من رجالکم

اور فرمایا کہ اس کے حقیقی معنی کہ تمہارے رجال مین کوئی نہ مریگا تو ہو نہین سکتے کیونکہ موت تو ابتداء تک کو آتی ہے اور نہ قیامت تک کسی نے زندہ رہنا ہے مگر اس کے مفہوم کا پتہ نہین ہے شاید کوئی اور معنے ہون +

حضرۃ اقدس نے کتاب مواہب الرحمن کی ۲۰ جلد ملک مصر مین برائے تبلیغ بھیجنے کا ارادہ فرمایا ہے۔

یکم فروری کو آپنے فرمایا کہ یہ وقت جماعت کے امتحان کا ہے دیکھین کون ساتھ دیتا ہے اور کون پہلو تہی کرتا ہے۔ اس لئے ہمارے بھائیون کو استقامت کی بہت دعا کرنی چاہیئے اور انفاق فی سبیل اللہ کے لئے وسیع حوصلہ ہوکر مال و زر سے ہر طرح سے امداد کے لئے طیار رہنا چاہیئے ایسے ہی وقت ترقی درجات کے ہوتے ہین ان کو ہاتھ سے نہ گنوانا چاہیئے۔

یکم فروری کو ایک دوسرا الہام آپنے اس کے متعلق سنایا۔ **بلیۃ مالیۃ** یعنی مالی ابتلاء۔

رویاء

۲ فروری ۱۹۰۴ء کو حضرت احمد مرسل یزدانی علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک رویاء ظہر کے وقت سنائی وہ یہ ہے۔ کہ مین نے میرزا خدا بخش صاحب کو دیکھا ہے کہ ان کے کرتے تک ایک دامن پر لہو کے داغ ہین پھر اور داغ ان کے گریبان کے نزدیک بھی دیکھے ہین مین اس وقت کہتا ہون کہ یہ ویسے ہی نشان ہین جیسے کہ عبداللہ سنوری صاحب کو جو کرتہ دیا گیا ہے اوس پر تھے +

منظوم الکلام الفصیح فی تعلیم المسیح

رسائی نہ پاؤ گے دربار رب تک
عیان اور نہان مین نہ ہو ایک جبتک
بڑے ہوکے چھوٹون پہ رحمت دکھاؤ
نہ اتراکے چشم حقارت دکھاؤ
جو عالم ہے نادان کو حکمت سکھائے
اکڑ باز ہوکر نہ ذلت پہ آئے
غریبون پہ ہرگز نہ ہو خود نمائی
امیرون کی ہے بس یہی پارسائی
غریبون کی خدمت کا ہے بس یہی گر
نہ ہو خود پسندی سے اون پر تکبر
غریبون کی خدمت مین ہو مال اون کا
اسی راہ مین سر ہو پامال اون کا
ہلاکت کی راہون سے ڈرتے رہو تم
خدا سے بہت خوف کرتے رہو تم
مطہر گناہون سے سارا بدن ہو
کہ تقوی کی تنزیب ہی زیب تن ہو
پرستار نے خلق کو دل سے چھوڑو
ہر اک کعبۂ غیر سے منہ کو موڑو
خدا کے ہی ہوجاؤ تم سب سے کٹ کر
ملو اپنے مولا کو دنیا سے پھٹ کر
اوسی کے لئے زندگانی بسر ہو
اسی کے لئے دست و پا اور سر ہو
خدا پاک ہے پاک ہوکر رہو تم
پلیدی گناہون کی دھوکر رہو تم
شہادت ہر اک صبح دے اٹھکے تم پر
کہ بیٹھے ہو تقوے کے نشے مین شب بھر
ہر اک شام دیجائے منہ پر گواہی
کہ ڈر سے خدا کے یہ زردی ہے چھائی

(باقی آئندہ)

مبائعین کے نام

نام	مقام	ڈاکخانہ	علاقہ
بڈھا صاحب ولد سندھی	نوانشہر	ترکھانان	گورداسپور
امام الدین صاحب ” عیدا	”	”	”
فضلدین صاحب ولد ہیرا	”	”	”
مہر کھیون صاحب ولد محکم دین	”	”	”
اللہ دتا صاحب ولد نور محمد	”	”	”
نور محمد صاحب ولد الہی بخش	”	”	”
جانی صاحب ولد نور محمد	”	”	”
بھاگا صاحب ولد نور محمد	”	”	”
سلیمان ولد عمر	میان وال	پھلور	جالندھر
اہلیہ میان سلیمان و چار دختر و پسر	”	”	”
میان جیوا صاحب	”	”	”
میان عمرا صاحب	”	”	”
مسماۃ روڑی	”	”	”
عنایت علی صاحب	”	”	”
برکت علی صاحب	”	”	”
مسماۃ رحمتے صاحبہ	”	”	”
مسماۃ برکتے صاحبہ	”	”	”
سلطان خان صاحب کاپی ہولڈر ملازم گورنمنٹ سنٹرل پریس کوہ شملہ اصل متوطن شہر جالندھر			
مولوی محمد یوسف صاحب	چکناہ	ہزارہ	مانسہرہ
احمد دین صاحب	پیرکوٹ	گوجرانوالہ	حافظ آباد
محمد دین صاحب	”	”	”
امام الدین صاحب	”	”	”
فیروز الدین صاحب	”	”	”
مسماۃ مہتاب بی بی صاحبہ	قلعہ دیدار سنگھ		گوجرانوالہ
مسماۃ برکت بی بی حال وارد کریام ضلع جالندھر تحصیل نوانشہر۔ چوگتا		جالندھر	
میان اکبر علی صاحب امام مسجد	دلنا رندکا	”	
میان زین العابدین صاحب	پھگہ	”	
میان عبدالقادر صاحب ملازم پولیس تعلقہ شمش آباد ضلع حیدرآباد دکن محلہ الاوہ بی بی مکانوالہ شاہ قادری			
میان فقیر احمد صاحب	امروہہ	پرانی سرائے	
حکم دین صاحب	فتح گڑھ	لاہور	
منظور احمد صاحب	خانپور	ریاست پٹیالہ	
فیروز الدین صاحب	قادیان		
محمد دین صاحب	پسرور		